SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, June 11, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعوذُبِاللهِ مِنَ الشّیطٰن الرجِّیم
بِسمِ ٱللهِ ٱلرَّحمَٰنِ ٱلرَّحِیمِ

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَه وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا
یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

ترجمہ: وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب تو نے اسی (مخلوق) کو بےفائدہ نہیں بنایا توسب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا سو تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دو رکردے اور ہمیں نیک لوگو ں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے او رہمیں دے جو تو نےہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

سورۃ آل عمران (آیات 191 تا 194)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں electrical system میں unexpected fault آ یا ہے اس لیے we adjourn the House till 5.00 p.m. جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس سے پہلے کہ آپ adjournment کا اعلان کریں، میرا خیال یہ ہے کہ دو واقعات ایسے ہیں جن پر ہمیں اپنے جذبات کا

ضرور اظہار کرنا چاہیے۔ کراچی میں ایک peaceful protest پر چار افراد کو مار دی گئی ہے اور بنوں میں انتقامی آپریشن میں 80 سے زیادہ افراد مارے گئے ہیں۔ ہم ملک کو کہاں لیجا رہے ہیں ، خدا کے لیے یہ سینیٹ ان مسائل پر ایک عرصے سے غور کر رہا ہے، اپنی پالیسی کو review کیجیے، اگریہ سلسلہ جاری رہے گا تو آگ بڑھے گی کم نہیں ہو سکتی۔ خدا کے لیے اس کی فکر کیجیے۔

Mr. Chairman: Thank you. So, we meet again and we will adjourn the House.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! Leave applications پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین: جناب!پانچ بجے لیں گے - We adjourn the sitting for today at 5.00 p.m.

(The House was then adjourned till 5.00 p.m the same day)

(The House reassembled at 5:30 pm with Mr. Farooq Hamid Naek in the Chair)

Questions and Answers

Mr. Chairman: We may now take up questions. Hafiz Rashid Ahmed.

70. ***Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that search lights have been installed in Sector 1-9/4 but the same have not been installed around block Nos. 23,25,27 and 29 Cat. V of that sector, if so, its reasons; and

(b) the time by which the said lights will be installed around those blocks also?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) It is a fact that search lights have been installed in Sector 1-9/4 between the blocks of Cat-III and IV. However, search lights around Block Nos. 23, 25, 27 and 29, Cat-V, Sector I-9/4 have not so far been installed due to non-availability of funds during the current financial year.

(b) CDA has planned that search lights around block No. 23, 25, 27 and 29, Cat-V, Sector 1-9/4 shall be installed in the next financial year 2009-2010.

Mr. Chairman: Any supplementary? Professor sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان sectors میں funds کی non-availability کی وجہ سے search lights provide نہیں کی جا سکتیں۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس پر کتنا fund خرچ ہوگا اور کیا کہیں اور سے اس کے لیے fund مہیا نہیں کیا جا سکتا کہ اس علاقے کے لوگوں کو تاریکی سے نجات دلائی جا سکے؟

محترمہ مہرین انور راجہ (وزیر مملکت برائے کابینہ ڈویژن): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ The query of honourable Senator relates to the lighting of the area. جناب والا! جہاں تک ضمنی سوال کا جواب ہے، باقی تمام sectors میں lighting complete ہے، صرف یہ جو چند sectors ہیں ان میں because of non-availability of funds اس کی بھی ایک summary move کر دی گئی ہے اور بہت جلد ان علاقوں میں بھی جو dark patches ہیں، وہاں پر بھی بہت جلد lighting کا انتظام ہو جائے گا۔ انہوں نے بجٹ کے متعلق پوچھا ہے، اس کے لیے اگر وہ fresh question کر دیں تو میں بتا دوں گی کیونکہ CDA اس وقت بہت vast electrification میں مصروف ہے۔ میں تھوڑی سی detail ان کو بتا دوں، اس وقت complete sectors میں 1308 streets میں 59,000 bulbs, فراہم کیے گئے، 22 sectors, 95 mosques, 12 Imam Bargahs and 68 Class-III shopping centres میں جتنی بھی electrification میں کمی تھی اور electrification bulbs کی کمی تھی، وہ پوری کی گئی ہے۔ جن sectors کے بارے میں بتایا گیا ان کو بہت جلدی electrify کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: محترمہ وزیر صاحبہ بتائیں کہ کب تک یہ electrification ہو جائے گی، کوئی limit ہوگی؟

جناب چیئرمین: جی بتا دیجیے۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب چیئرمین! جلدی کا مطلب یہ ہے کہ process ہوتا ہے۔ میں ان کو کوئی exact, cut date تو نہیں بتا سکتی لیکن بہت جلدی۔

Mr. Chairman: Any other supplementary? Next question, question No. 71.

71. ***Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that extra water supply line has been laid in block Nos. 24,26,28 and 30, Cat V, Sector 1-9/4 Islamabad while the same has not been laid in block Nos. 27 and 29 of that Sector, if so, reasons; and

(b) the time by which the said line will be laid in those blocks also?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) No extra water supply line for block No. 24, 26, 28 and 30, Cat.V, Sector 1-9/4 has been laid. CDA replaced only the existing line at appropriate level to ensure proper supply of water at par with other blocks. Block No. 27 and 29 are at lower elevation and already receiving water at par with other blocks from the existing line. Therefore, its replacement is not required.

(b) Not applicable.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یہاں پر پانی کا مسئلہ ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ extra water supply نہیں بلکہ replacement ہوئی ہے، سی ڈی اے نے replace کیا ہے اور پھر بلاک نمبر 27 اور 29 کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ lower elevation پر ہیں اس لیے ان کو پانی پہنچ رہا ہے۔ میری درخواست یہ

ہوگی کہ اس جگہ کو دیکھا جائے اور میری معلومات کے مطابق یہ lower elevation نہیں ہے اور یہاں بھی اسی طریقے سے لوگوں کو پانی کی مشکلات ہیں جس طرح کے اس کے ساتھ والے بلاکس میں مشکلات کا سامنا تھا۔ اس لیے میری درخواست ہو گی کہ اس کو دیکھ لیا جائے اور اس میں بھی پانی کا شدید مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو حل کرنے پر توجہ دی جائے، اس میں بھی پانی پہنچانا بہت ہی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ کا question کیا ہے؟

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! question یہی ہے کہ یہ جو معلومات فراہم کی گئیں ہیں، یہ درست نہیں ہیں۔ کیا وزارت کی طرف سے کوئی اہتمام ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں جا کر زمین پر دیکھ لیں کہ جو معلومات فراہم کی گئیں درست تھیں یا نہیں؟

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب نے کہا کہ اس کو personally دیکھا جائے۔ جب یہ سوال آیا تو چونکہ پانی کا مسئلہ تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بڑا important issue ہے تو میں نے اس کو بالکل گہرائی میں دیکھا۔ اس وقت جو pipes replace کیے گئے ہیں، وہ اس لیے replace کیے گئے کیونکہ وہاں پر پانی کی proper supply نہیں جا رہی تھی اور چونکہ یہ بلاک نمبر 27 اور 29 میں پانی کی supply میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہے، in case اگر سینیٹر صاحب سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسی بات ہے، کیونکہ میں نے اس کو personally بھی دیکھا ہے تو اس کو مزید دیکھا جا سکتا ہے۔ بلاک نمبر 27 اور 29 کا علاقہ lower area ہے اور lower area میں پانی کے flow میں as such کوئی interruption نہیں ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Any other supplementary? Next question, Hafiz Rashid Ahmed.

73. ***Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that un-necessary growth of trees and grass in the premises of the F.G. Benazir Bhutto Intermediate College for Women G-7/2, Islamabad is posing life threat to students due to presence of snakes therein, if so, the time by which such dangerous trees and grass shall be removed?

Minister Incharge of the Cabinet Division: CDA maintains the outer side of the premises of Educational Institutions. Wild growth has been cleared from the out side of the Federal Government Benazir Bhutto Intermediate College for Women, G-7/2, Islamabad.

The maintenance work within the premises of Educational Institutions do not come under the Jurisdiction of CDA. These are either maintained by Pak PWD or by the staff of the concerned Institutions.

Mr. Chairman: Any supplementary? Dr. sahib.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اس میں میری عرض یہ ہے کہ اس میں جو جواب آیا ہے،فیڈرل گورنمنٹ محترمہ بے نظیر بھٹو انٹرمیڈیٹ کالج کے لیے، تو پہلے تو میں request یہ کروں گا کہ اگر اس کا نام فیڈرل گورنمنٹ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ایک تو request میری یہ ہے وزیر صاحبہ سے۔

دوسری بات، سی ڈی اے نے ساری responsibility ڈالی ہے Pak PWD پر۔ یا تو یہ سوال refer کیا جائے Ministry of Housing کو یا یہ کہ محترمہ وزیر صاحبہ اگر یہ بتا دیں کہ اب اس کو کس طرح حل کیا جائے گا کیونکہ جواب میں ذرا تشنگی رہ گئی ہے۔ Pak PWD سی ڈی اے کے under نہیں آتا، وہ Ministry of Housing کے ماتحت ہے۔ اس مسئلے کو کس طرح حل کیا جائے گا؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب کی بات صحیح ہے، Pak PWD, Ministry of Housing کے نیچے ہے۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب نے اپنی ایک observation اور ایک concern بھی دی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کو شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے منسوب کیا جائے، تو وہ بالکل انشاء اللہ کیا جائے گا۔ جہاں تک سی ڈی اے کے under آنے والی بات ہے، یہ question چونکہ انہوں نے کل ہی دیا، اور یہ department ہمارا نہیں بنتا مگر میں نے ان کو بھی یہ instructions دی ہیں کیونکہ یہ مسئلہ بہت اہم اور dangerous ہے۔ وہاں snakes ہیں، اس مسئلے کو take up کیا ہے، انشاء اللہ یہ ٹھیک ہو گا۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ Any other supplementary? Next question, Mr. Muhammad Talha Mahmood.

74. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state*:*

(a) the names and place of domicile of the members of council of common interest; and

(b) the procedure and tenure of appointment of the said members?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) As provided in Article 153 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, the Council of Common Interests, as last constituted on 6th July 2006, was composed of the Prime Minister, Provincial Chief Ministers, Minister for Inter Provincial Coordination, Minister for Narcotics Control and Minister for States & Frontier Regions.

(b) Appointment and tenure of members of Council of Common Interests is regulated by Article 153 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan read with rule 15-A(1)/ Schedule V-B of Rules of Business 1973. Besides the Chief Ministers of the Provinces, an equal number of members from the Federal Government are nominated by the Prime Minister from time to time. The President of Pakistan is the authority to appoint the members of Council of Common Interests.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔ Council of Common Interests ایک constitutional body ہے اور federation کی جان ہے، بڑا اہم ادارہ ہے۔ 73 کا Constitution جس پر compromise ہوا تھا مرکز اور صوبوں کے درمیان، اس کے اندر اس کا بڑا اہم role ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب کب اس کی meetings ہوئی ہیں، خاص طور پر گزشتہ ڈیڑھ سال میں جب سے کہ آپ حضرات حکومت میں ہیں، کتنی بار یہ meetings ہوئی ہیں؟

محترمہ مہرین انور راجہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! اس میں 11 meetings ہوئی ہیں جو 5-9-1975 سے لے کر 2-8-2006 تک ہوئی ہیں۔ اس کی last meeting 2006 میں ہوئی۔ جنابِ والا! ابھی جو پچھلی کونسل ہے وہ continue کر رہی ہے اور summary بھیج دی گئی ہے relevant quarters کو اور بہت جلدی اس کی نئی تشکیل ہو جائے گی۔ اس کے 8 ممبرز ہیں out of which 4 are the Chief Ministers and 4 are the Federal Ministers. اگر مزید کچھ جاننا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! یہ تو بڑی pathetic صورتِ حال ہے کہ پچھلے تین سال سے کوئی میٹنگ نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! جواب آ گیا ہے۔ جی بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, I am very sorry to say that we are coalition partners and the coalition partners have not been taken into confidence. After 2006 till today, the meeting has not been convened, this is very wrong. This House represents all the provinces and this Council of Common Interests represents all the provinces, so if the interests of all the provinces are very important and it has to be and this is not the way that after 2006

آپ نے ڈیڑھ سال ہو گئے حکومت کی ہے، آج تک آپ نے Council of Common Interests کی میٹنگ کیوں نہیں بلائی اور اس کی membership کیوں نہیں پوری کی؟ یہ جلدی ہونا چاہیے اور I think بجٹ بھی پرسوں آ رہا ہے اور پھر اس کے بعد Council of Common Interests کی میٹنگ کا فائدہ کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحبہ سوال کا جواب دیں۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! ان کا concern بالکل ٹھیک اور مناسب ہے لیکن relevant quarters, provinces کو لکھ کر بھیجتے ہیں کہ آپ کے پاس اگر sufficient agenda موجود ہے تو agenda بھجوایا جائے اور meeting call کی جائے۔ Provinces کو یہ لکھ کر بھیجا گیا کہ آپ agenda بھیجیں اور sufficient agenda بھیجیں but no such agenda and sufficient agenda was sent by the provinces. یہ بھی اس کی ایک وجہ ہے کہ meeting call نہیں کی گئی۔ میری بات کی repetition ہو جائے گی لیکن بہت جلد اس کی meeting call کر لی جائے گی اور اس کی reconstitution بھی ہو جائے گی۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ابھی وزیر صاحبہ نے فرمایا کہ agenda نہیں بھیجا گیا provinces سے لیکن reconstitution اس کی دوبارہ ابھی ہو جائے گی۔ ابھی تک ہوئی نہیں۔ پہلے تو آپ کونسل بنائیں، اس کے بعد agenda مانگیں۔ آپ پہلے agenda مانگتے ہیں، پھر کونسل بنائیں گے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ گھوڑے کو تانگے کے پیچھے جوتنا۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جنابِ والا! یہ گھوڑے کو تانگے کے پیچھے جوتنے والی بات بالکل نہیں ہے۔ اگر یہ دھیان سے سنتے تو میں نے یہ کہا تھا، کونسل exist کرتی ہے، اس کی reconstitution کے لیے summary بھیجی گئی ہے۔ اگر agenda complete نہ ہو، sufficient نہ ہو تو اس لیے meeting call نہیں کی جاتی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Syed Zafar Ali Shah.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب والا! وزیر صاحبہ یہ بتائیں گی کہ Chief Ministers اور Federal Ministers کے علاوہ اس کونسل کے اراکین کون سے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ نام معلوم کرنا چاہ رہے ہیں؟ منسٹر صاحبہ۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! وزیراعظم صاحب اس کے چیئرمین ہیں ، four Chief Ministers, Minister for Inter-Provincial Coordination, Minister for Narcotics Control and Minister for SAFRON. اس کے ممبران میں شامل ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یہ چیزیں تو میں نے پڑھ لی ہیں، اس کے علاوہ جو صدر کا اختیار کہ to appoint the other members, میں اس بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! یہی ممبران ہوتے ہیں ان کے علاوہ کوئی ممبر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۷۵ سید جاوید علی شاہ، جی on his behalf. سوال نمبر پڑھ لیں۔

75. ***Syed Javed Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the criteria and procedure being adopted for conferment of Civil and Military awards by the President of Pakistan?

Minister Incharge of the Cabinet Division: The criteria and procedure being adopted for conferment of Civil and Military awards by the President of Pakistan are at Annex-I and II respectively.

Annex-I

CABINET DIVISION
(AWARDS WING)

***

CRITERIA AND PROCEDURE BEING ADOPTED FOR CONFERMENT OF CIVIL & MILITRY AWARDS BY THE PRESIDENT OF PAKISTAN

General

Pakistan civil awards are conferred by the President on the citizens of Pakistan and foreign nationals under the provision of Article 259 (2) of the Constitution, 1973 read with Decorations Act, 1975. The Civil Awards comprise of five Orders and the President's Award for Pride of Performance, as under:—

(i) The Order of Pakistan

(ii) The Order of Shuja'at

(iii) The Order of Imtiaz

(iv) The Order of Quaid-i-Azam

(v) The Order of Khidmat, and
(vi) The President's Award for Pride of Performance

Each Order has four descending categories, namely, Nishan, Hilal, Sitara and Tamgha.

Criteria for Civil Awards

The criteria for conferring various awards are as under:—

(a)'Order of Pakistan' shall be awarded to the Heads of States/Governments and those who have rendered services of highest distinction to the State, or those who have rendered services of national importance. Only foreign nationals are eligible for these awards.

(b)'Order of Shuja'at' shall be awarded for acts of heroism and conspicuous courage in circumstances of extreme danger and for gallantry in saving or attempting to save life and the awards in this Order may also be conferred posthumously. Both foreign and Pakistani nationals are eligible for these awards.

(c)'Order of Imtiaz' shall be awarded to those who have attained academic distinction in the fields of science, art, literature or distinction in the field of sports and nursing or for rendering dedicated services with selfless devotion in human rights and public service and the awards in this orde may also be conferred posthumously. Both foreign and Pakistani nationals are eligible for these awards.

(d)'Order of Quaid-i-Azam' shall be awarded for special merit, or of eminent services to Pakistan especially where services have been rendered free to the poorer sections of the community. Only foreign nationals are eligibli for these awards.

(e)'Order of Khidmat' shall be awarded for long and meritorious services nation-building activity, especially in connection with services rendered to the poorer sections of the community. Only foreign nationals are eligible, for these awards.

(f) 'President's Award for Pride of Performance' is conferred in recognition of notable achievement in the fields of art, science, literature, sports or nursing. Both foreign and Pakistani nationals are eligible for these awards.

Minimum Period Between two Awards

(a)A minimum period of five years should elapse before a person is considered for a second award (excluding exceptional cases).

The fields of activity mentioned in preceding paragraph for making the recommendations are further elaborated as under:—

(a)'gallantry' includes an act of bravery, heroism, courage and for rendering services with selfless devotion in the field of human rights and public service;

(b)'academic distinction' includes research, achievement or performance medicine, science, engineering, technology, philosophy, history, literature or the arts;

(c)the term ‘arts’ includes the performing arts *i.e.* drama, music, recitation, in additional to literature and the fine arts;

(d)invention of national importance.

(e) “meritorious service in the Armed Force” means service rendered by the members of the armed Forces in peace or war or Emergency or in relation. to any national historic occasion which is worthy of decoration.

PROCEDURE

1. *Invitation for the Recommendations for Civil Awards.*—Recommendations for civil awards are invited by the Cabinet Division from Ministries/Divisions and Provincial Governments in December every year. The recommendations so received are considered by the following Committees:—

(1)Awards Sub-Committee on Arts & Literature.

(2)Awards Sub-Committee on Science, Engineering & Education.

(3)Main Awards Committee.

2. *Meetings of the Committees and Submission of the Summary to President for his approval.*—Meetings of different Awards Committees are held during the months of May-July every year. The procedure relating to meetings of the Awards Committees and submission of summary on awards to the President, through the Prime Minister, are completed before the Independence Day (14th August). A summary of recommendations of the Main Awards Committee is then submitted to the President through the Prime Minister for final approval. After the President’s approval the awards are announced on the Independence Day (14th August) and their investiture takes place on the following Pakistan Day (23rd March). In addition to this the President may confer and invest awards on foreign nationals any time during the year.

Recommendations for Foreigners/Pakistani Immigrants

For making recommendations in respect of distinguished foreigners and the Pakistani immigrants who have rendered or are rendering valuable services to Pakistan in other countries in various fields, views of the Ministry of Foreign Affairs are essential who consult the heads of Pakistan Missions abroad before finalizing their views in such cases. **Recommendations in the Fields of Science and Technology** Recommendations for grant of awards in the fields of science and technology, (other than those relating to PAEC and KRL), are required to be routed through the Science and Technological Research Division.

Recommendations for Policemen

Policemen’s cases for civil awards (whether in category of Shuja’at or Imtiaz) should be first reviewed by a Committee comprising Interior Secretary and the IGPs keeping in view the instructions pertaining to such Awards. Cases will be considered by Cabinet Division Committee on Awards only where such cases have been received with the recommendations of this Police Awards Committee.

Special Investiture Ceremonies

Special Investiture Ceremonies may be held on any date to confer awards on foreign dignitaries visiting Pakistan. Such foreign dignitaries usually include heads of states/governments and the heads of international organizations/bodies. The

Ministries, Divisions and Provincial Governments are required to process their recommendations for conferment of such awards, in the special investiture ceremonies through the Cabinet Division and the Ministry of Foreign Affairs.

Annex-II

Criteria and procedure regarding conferment of military awards by the President of Pakistan

Name of awards	Category	Criteria	Procedure
Nishan-i-Haider Hilal-i-Jur'at Sitara-i-Jur'at Tamgha-i-Jur'at	Gallantry Awards	Conferred for the acts of greatest heroism or of the most conspicuous courage in circumstances of extreme danger and showing bravery of	Recommendations shall be made through the normal channels to the Senior Military, Naval or Air Officer commanding the force, who shall call for such description,

		the highest order or acts of valour and courage, devotion to the duty in the presence of the enemy on land, at sea or in the air in the face of the enemy.	conclusive proof as far as circumstances of the case permit and attestation of the act as may be deemed necessary. If he approves, he shall recommend the grant of the appropriate award to the Services Chief concerned, who in turn shall recommend the case to the Ministry of Defence through JSHQ. After ensuring that the recommendations are in conformity with the existing rules/regulations, and certifying to this effect the Ministry of Defence will submit the case to the President for final approval of the grant of award and its publication in the gazette. Further, When considered appropriate by the government recommendations for the grant of Nishan-i-Imtiaz (military) to officers of the rank of General or equivalent, shall be initiated by Ministry of Defence. Names approved by the President shall then be published in the Gazette of Pakistan.
Sitara-i-Basalat Tamgha-i-Basalat	Gallantry Awards	Conferred for the acts of valour and courage, though not on active operations against the enemy.	
Nishan-i-Imtiaz (Mily) Hilal-i-Imtiaz (Mily) Sitara-i-Imtiz (Mily) Tamgha-i-Imtiaz (Mily)	Service Based Awards	Conferred only upon officers for their long meritorious service of exemplary nature in peace, war or emergency.	
Tamgha-i-Khidmat (Mily) Class-I, Tamgha-i-Khidmat (Mily) Class-II, Tamgha-i-Khidmat (Mily) Class-III,	Service Based Awards	Conferred only upon Non-commissioned officers, JCOs and ORs for their long and meritorious or distinguished service of non-operational nature.	

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب والا! یہ سول ایوارڈ پیش کیے جاتے ہیں، عطیہ نہیں کیے جاتے ہیں لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ صوبے کی recommendations کے بغیر یہاں کیبنٹ ڈویژن اس میں نام دے دیتا ہے، اس کو بالکل بے توقیر کر دیا گیا ہے۔ یہاں صرف criteria and procedure دیا گیا ہے، یہ کافی نہیں ہے۔ اگر آپ اس کا تجزیہ کریں تو 70% ایسے لوگوں کو تمغے دیے جاتے ہیں جس سے اس کی توقیر کم ہو رہی

ہے۔ میرے خیال میں Cabinet Division should ensure کہ صحیح معنوں میں جن لوگوں کی کوئی سول خدمات ہوں ان کو یہ دیا جائے تاکہ اس کی کوئی وقعت رہے۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: میرا سوال یہ ہے کہ جو procedure دیا گیا ہے اس کو follow نہیں کیا جا رہا ہے، اس کو follow کرنا چاہیے۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! معزز ممبر صاحب کی query کا جواب یہاں پر آ گیا ہے۔ اگر یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو detail کے ساتھ criteria بھی دیکھ سکتے ہیں ، تمام فائلیں بھی ان کو دکھا دی جائیں گی کہ یہ عطیہ نہیں کیے جارہے ہیں، جو لوگ deserve کرتے ہیں انہی کو دیا جا رہا ہے۔ اگراس کے باوجود کوئی apprehension…

جناب چیئرمین: آپ کا کہنا ہے کہ جو criteria laid down ہےاس کو follow کیا جا رہا ہے۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جی جناب والا! اس کو follow کیا جاتا ہے، اگر follow نہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس کے علاوہ اگر ان کی کوئی اور query ہے تو یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ Any other supplementary? Next Question

Mr. Muhammad Zahid Khan.

76. ***Mr. Muhammad Zahid Khan:** Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) the names, designation, educational qualifications and length of service of the officers in BPS-16-18 working in the Staff Welfare Organization;

(b) the prescribed period required for the promotion of the said officers to the next grades;

(c) whether it is a fact that some posts of Deputy Directors are going to be upgraded and the incumbents of those posts are to be promoted to BPS-19, if so, the names and length of service of those incumbents; and

(d) whether it is also a fact that a number of officers senior to the said incumbents will be superseded in that Up-gradation, if so, the reasons for this disparity?

Minister Incharge of the Establishment Division: (a) There are eight officers in BPS-18, fifteen in BPS-17 and thirty-seven in BPS-16. The details are at Annexure-I.

(b) According to SRO dated 26th April, 1988 (copy at annexure-II), the conditions of eligibility for promotion include length of service as follows:—

BPS-18 to BPS-19	=	12 years service in BPS-17 and above or 7 years in BPS-18.
BPS- 17 to BPS-18	=	5 years in BPS-17
BPS-16 to BPS-17	=	3 years in BPS-16

(c) Yes. There is a proposal for up-gradation of the post of Deputy Director (SWO), as personal to the incumbent as there is no avenue for promotion and the officer has spent above 20 years in the same scale. As per Recruitment Rules only Chief Welfare Officers (BS-18) are eligible for promotion to the existing post of Director (BS-19) and they are promoted to this post on seniority-*cum*-fitness basis as and when the post falls vacant.

(d) No.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library)

Mr. Chairman: Any supplementary? جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: انہوں نے بتایا ہے کہ بعض لوگوں کو supersede کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئ ہے کہ وہ بیس سال سے ایک ہی post پر کام کر رہے ہیں اور ان کی ترقی نہیں ہوئی تو کیا حکومت دوسرے لوگوں کے لیے بھی یہ معیار قائم کرے گی کہ جو دوسرے لوگ اپنی posts پر دس بیس سال سے بیٹھے ہیں تو ان کو بھی supersede کر دیا جائے گا؟ یہ طریقہ کار اور معاملات میں بھی اختیار کیا جائے گا۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! یہاں پر supersede کرنے کا کوئی معاملہ ہے اور نہ کوئی بات ہے۔ جو سوال پوچھا گیا اس میں سینیٹر صاحب کی جو query تھی اس کے حوالے سے میں بتانا چاہتی ہوں کہ یہ ایک seat create کی جا رہی ہے کیونکہ وہ بیس سال سے اس post پر کام کر رہے تھے اور اب ان کا next promotion نہیں تھا کیونکہ availability and promotional opportunity ہونی چاہیے۔ اس میں کسی کو supersede نہیں کیا جارہا ہے اور نہ کسی کا حق مارا جا رہا ہے۔

Mr. Chairman: Any other supplementary. Next Question No.77 Dr. Khalid Mehmood Soomro, on his behalf

ڈاکٹر صفدر صاحب پہلے نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! سوال نمبر 77. یہ Finance Ministry سے متعلق ہے اور Finance Minister تو نظر ہی نہیں آ رہے ہیں اور نہ ہی Advisor ہیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب کیا حنا ربانی کھر صاحبہ نہیں آئیں ؟ Is she busy in a meeting because of the budget?

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری(قائد ایوان): جناب والا! آج ان کی economic survey کے حوالے سے press conference تھی۔

She told me that she will be able to come at 6:30 P.M.

Mr. Chairman: O.K. 6:30 P.M. because of the budget I think she is busy then we defer this Question.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جی ٹھیک ہے اس سوال کو next Rota Day کے لیے defer کر دیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: دوسری ان کی absence اس وجہ سے بھی ہے کہ اجلاس صبح کے لیے رکھا گیا تھا due to certain reasons اجلاس شام کو بلایا گیا ہے۔ She told me that she will be available round about at 6:30 P.M.

جناب چیئرمین: چلیں اس کو defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ بھی بتا دیا جائے کہ NFC کا اجلاس کب سے منعقد نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے وقفہ سوالات ختم ہو جائے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! میرا یہ سوال ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ اس کا سوال نہیں ہے یہ تو defer ہو گیا ہے کیونکہ وزیر صاحبہ موجود نہیں ہیں کیونکہ اس کا جواب میں نہیں دے سکتا ہوں ۔ اگلا سوال نمبر78، جناب محمد طلحہ محمود۔

78. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the names and place of domicile of the members of National Economic council; and

(b) the procedure and tenure of appointment of the said members?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) List containing names and place of domicile of the members of National Economic Council is placed at **Annex-I.**

(b) The members of National Economic Council are appointed under Article 156 of the Constitution of Pakistan by the President on the advice of the Prime Minister in terms of Rule 15-A (I) and Serial No.5 of Schedule V-B of the Rules of Business 1973 **(Annex-II).**

Annex-I

NAME AND DOMICILE WISE LIST OF MEMBERS OF NATIOINAL ECONOMIC COUNCIL (NEC).

Sl #	Name and Portfolio	Domicile	Province
1.	Syed Yousaf Raza Gillani, Prime Minister	Multan	Punjab
2.	Makhdoom Amin Fahim Minister for Commerce	Hyderabad (Now Matiari)	Sindh
3.	Dr. Arbab Alamgir Khan Minister for Communications	Peshawar	NWFP
4.	Mir Hazar Khan Bijrani Minister for Education	Jacobabad	Sindh
5.	Mr. Hameed Ullah Jan Afridi Minister for Environment	Khyber Agency	FATA
6.	Mr. Nazar Muhammad Gondal Minister for Food and Agriculture	Mandi Bahauddin	Punjab
7.	Mir Aijaz Ahmed Jakhrani Minister for Health	Jacobabad	Sindh
8.	Haji Rehmatullah Kakar Minister for Housing and Works	Killa Abdullah	Balochistan
9.	Mian Manzoor Ahmad Wattoo Minister for Industries and Production	Okara	Punjab
10.	Minister for Information and Broadcasting	-	Vacant
11.	Minister for Information Technology	-	Vacant
12.	Minister for Inter Provincial Coordination	-	Vacant
13.	Mr. Waqar Ahmed Khan Minister for Investment	D.I. Khan	NWFP
14.	Mr. Qamar Zaman Kaira Minister for Kashmir Affairs & Northern Areas	Gujrat	Punjab
15.	Syed Khursheed Ahmed Shah Minister for Labour and Manpower	Sukkur	Sindh
16.	Mir Humayun Aziz Kurd Minister for Livestock and Dairy Development	Kacchi	Balochistan
17.	Mr. Justice ® Abdur Razzaq A. Thahim Minister for Local Government and Rural Development	Jacobabad	Sindh

18.	Minister for Petroleum and Natural Resources		Vacant
19.	Makhdoom Shahbuddin Minister for Planning and Development	Rahimyar Khan	Punjab
20.	Dr. Firdous Ashiq Awan Minister for Population Welfare	Sialkot	Punjab
21.	Mr. Babar Khan Ghauri Minister for Ports and Shipping	Karachi	Sindh
22.	Syed Naveed Qamar, Minister for Privatization	Hyderabad	Sindh
23.	H..ji Ghulam Ahmed Bilour Minister for Railways	Peshawar	NWFP
24.	Mr. Lal Muhammad Khan Minister for Special Initiatives	Dir	NWFP
25.	Mr. Najamuddin Khan Minister for States and Frontier Regions	Dir Upper	NWFP
26.	Mr. Muhammad Azam Khan Swati Minister for Science and Technology	Mansehra	NWFP
27.	Mrs. Samina Khalid Ghurki Minister for Social Welfare & Special Education	Lahore	Punjab
28.	Raja Pervaiz Ashraf Minister for Water and Power	Rawalpindi	Punjab
29.	Mr. Shaukat Fayaz Ahmed Tarin Adviser to PM on Finance, Revenue, Economic Affairs and Statistics	Multan	Punjab
30.	Sardar Aseff Ahmed Ali Deputy Chairman, Planning Commission	Kasur	Punjab
31.	Syed Salim Raza Governor State Bank of Pakistan	Karachi	Sindh
32.	Ms. Hina Rabbani Khar MOS for Finance and Economic Affairs	Muzaffar Garh	Punjab
33.	Mian Shahbaz Sharif Chief Minister Punjab	Lahore	Punjab
34.	Syed Qaim Ali Shah Chief Minister Sindh	Khairpur	Sindh
35.	Mr. Amir Haider Khan Hoti Chief Minister NWFP	Mardan	NWFP
36.	Nawab Muhammad Aslam Raeesani Chief Minister Balochistan	Mastung	Balochistan

Annex-II

EXTRACT OF RULE-15-A OF RULES OF BUSINESS 1973

15-A. Reference to the President

(1) Notwithstanding the provisions made in these rules, where in terms of any provision of the Constitution any function is to be performed or any orders have to be issued by the President or his specific approval is required, the Division concerned shall incorporate a paragraph to this effect in the summary entitled as "Summary for the Prime Minister". The Prime Minister shall render his advice and submit the case to the President. After the President has seen and approved the case, it shall be returned to the Prime Minister. The cases to which this sub-rule applies are enumerated in Schedule V-B.

Mr. Chairman: Question 79, Syed Javed Ali Shah.

79. ***Syed Javed Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of persons reinstated in the Intelligence Bureau (1B) since March, 2009, with rank-wise break-up; and

(b) the criteria adopted for the reinstatement of the said persons?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) The rank-wise break-up is as under:—

S. No.	Name of Post	Total	Letters Issued	No. of Joined
1.	Director (BS-19) on contract	1	1	—
2.	Assistant Director (BS-17)	119	119	69
3.	Inspector (BS-16)	655	648	445
4.	Sub-Inspector (BS- 14)	230	229	166
5.	Assistant Sub-Inspector (BS-09)	205	204	126
6.	Head Constable (BS-07)	91	91	53
7.	Constable (BS-05)	236	234	159
8.	Drivers/Dispatch Rider (BS-04)	21	21	16
9.	Naib Constable (BS-01)	63	62	47
10	.Sweeper (BS-01)	133	133	90
11.	Gestetner Operator (BS-04)	02	01	1
	Total	**1755**	**1742**	**1171**

(b) The reinstatement has been made in accordance with the Sacked Employees (Reinstatement) Ordinance-2009, please.

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 80، جناب محمد طلحہ محمود۔

80. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to open new residential sectors in Islamabad during 2009, if so, its details?

Minister Incharge of the Cabinet Division: Yes. CDA has planned to open 7 new Sectors. The Sectors are C-13, D-13, E-13, F-13, C-14, C-15 and C-16. The award of land for all these Sectors has been announced. These Sectors are being acquired on land sharing basis. Every owner of 04 kanals land will be allotted a plot of 500 sq.yd. The acquisition process is likely to be completed by December, 2009. The Sectors are likely to be developed by 2011.

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر81، سید جاوید علی شاہ صاحب۔

81. ***Syed Javed Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number and cost of vehicles purchased for central pool of cars from 2006 to 2009; and

(b) the member of the said vehicles which are bullet proof?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Cabinet Division Central Pool of Cars purchased only one vehicle in year, 2007. Five vehicles are being purchased this year whose delivery is expected in June, 2009.The detail is as under:—

Year	Make & Type	No. of Vehicles	Total Cost
2006	Nil	Nil	Nil
007	Honda civic Vti 1.6	01	Rs.1,256,500/-
2008	Nil	Nil	Nil
2009	Honda civic Vti, 1.8	05	Rs.9,437,500/-

(b) None of the above cars is bullet proof.

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 82پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ سوال بھی مالیات سے متعلق ہے اور وزیر صاحبہ موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے اس کو بھی defer کر دیتے ہیں۔ سوال نمبر 83 کو بھی defer کر دیتے ہیں۔ اگلا سوال پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔

84. ***Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the function and objectives of the Intellectual Property Rights Organization (IPRO);

(b) the date of establishment of the said organization;

(c) the achievements of the said organization during the last five years with year-wise break up;

(d) the qualification of the present Director-General of the said Organization alongwith his date and tenure of appointment; and

(e) the monthly salary and privileges admissible to him at present?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Intellectual Property Organization of Pakistan was established as an integrated organization to provide for the protection of Intellectual Property Rights in Pakistan. Detail of the functions of the organization is given in **Annex-I.**

(b) Intellectual Property Organization of Pakistan was established on April 08, 2005 through Intellectual Property Organization Ordinance, 2005.

(c) Salient features of the objectives achieved by IP0- Pakistan and its performance since establishment in April, 2005 are attached as **Annex-II.**

(d) The present Director General, IPO-Pakistan is B.A, L.L.B. He has been appointed on contract on December 23, 2008 for a period of two years.

(e)Monthly salary of the Director General	Rs. 145,000 - 15,000—190,000.
House rent allowance	60 % of the basic pay
Utility Charges	10 % of the running basic pay
Medical allowance	10 % of the running basic pay
Orderly allowance	Rs 5,000/- per month.
Official Car	1300 cc
Fuel limit 360 litters per month	

Annex-I

FUNCTIONS OF IPO-PAKISTAN

1. Administer and coordinate all government systems for the protection and strengthening of intellectual property rights under the following laws and the rules and regulations made thereunder;

(i) The Trade Marks Ordinance, 2001 (XIX of 2001).

(ii) The Copyrights Ordinance, 1962 (XXXIV of 1962).

(iii) The Patents Ordinance, 2000 (LXI of 2000).

(iv) The Registered Designs Ordinance, 2000 (XLV of 2000).

(v) The Registered Layout-Designs of Integrated Circuits Ordinance, 2000 (XLIX of 2000).

2. Prescribe, regulate or implement measures and standards on any matter related to or connected with intellectual property right;

3. Accredit or certify and regulate any person as intellectual property agent;

4. Levy such charges or fees as may be reasonable for services and facilities provided by the Organization and its constituent offices;

5. Carry out such other works or activities as may be deemed by the Organization to be necessary, with a view to making the best use of the assets of the organization;

6. Coordinate, monitor or engage, in conjunction with other authorities, international agencies or Organizations, in any study or cooperation project related to intellectual property;

7. Enter into contracts for the supply of goods or materials or for the execution of works as may be necessary for the discharge of any of its duties and functions;

8. Supervise and coordinate the working of all intellectual property offices including the Patent Office, Trade Marks Registry and Copyright Office;

9. Evolve and maintain a system to provide access to public documents and information relating to any intellectual property kept or maintained by the Organization;

10. Advise the Government of Pakistan on policy relating to intellectual property rights;

11. Plan for development and up-gradation of the intellectual property infrastructure and capacity in Pakistan;

12. Promote education and research in the field of intellectual property;

13. Advise the Federal Government regarding the international negotiations in the area of intellectual property;

14. Engage in human resource development of its officers and staff;

15. promote awareness about intellectual property issues in the public and private sector;

16. Liaise and interact with counterpart Intellectual Property related organizations in other countries for capacity building and exchange of information;

17. Propose and initiate intellectual property rights legislation for the protection of intellectual property rights in Pakistan;

18. Initiate and monitor the enforcement and protection of intellectual property rights through designated law enforcement agencies of the government and collect related data and information. The law enforcement agencies shall keep the Organization regularly and appropriately informed of their actions and operations against violations of intellectual property rights and ensure full liaison and cooperation with the Organization;

19. Develop working manuals, references, materials and procedures in order to assist in improving the protection of intellectual property rights;

20. Coordinate the implementation of foreign-aided technical assistance projects on intellectual property; and

21. Perform and carry out any other act, thing or function relating to intellectual property assigned to it by the Board or the Federal Government.

Annex-II

Awareness/IP Education Initiatives

- Over 10,000 persons including government officers of relevant organizations, judges, students, professors, lawyers, businessmen, etc. have been trained in local training programmes.
- Approximately 300 persons including officers of IPO-Pakistan, relevant government organizations, universities, judges, and IP enforcement agencies such as Customs, Police and FIA have received foreign training sponsored by World Intellectual Property Organization (WIPO) and other international organizations.
- 14 seminars/workshops, 02 round table conferences and one Intellectual Property Conference have been arranged.
- 11 Training sessions with Chambers of Commerce and 06 sessions with Bar Associations have been held.
- 75 one day training lectures have been held with IP stakeholders in Universities.
- IP Academy in IPO-Pakistan have arranged two one day training sessions for training of over 100 stakeholders and law students.

Improvement of IP Registries Service Delivery

- Computerization of IP Registries.
- Installation of Industrial Property Administration System (IPAS) for quick search of data resulting in reduction of time period from 36 months to 3 months of processing of applications of Trade Marks.

Coordination with IP Enforcement Agencies

- Liaison with all enforcement agencies including FIA, Pakistan Customs, Police regarding IPR violations resulting in 67, 370, and 3498 IPR violations by FIA, Customs and Police respectively.

Miscellaneous activities

- Liaison with Pakistani trade missions to briefing on IP issues and rebutting international reports portraying false IP situation in Pakistan.
- Constitution of Copyright Board for hearing of appeals against the decisions of Registrar of Copyrights.
- Amendments in the 4th Schedule of Trade Marks Rules, 2004 to bring classification of goods and services in conformity with the internationally recognized Nice Classification for goods and services.
- A bill on “Geographical Indication” is under process.

- A bill on Plant Breeders Rights is under process.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب میں Director General کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ he has been appointed on contract basis on December 23, 2008 for a period of two years. جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت جن کو Director General appoint کیا گیا ہے ان کی عمر کیا ہے؟ ان کا کس field میں خاص تجربہ ہے؟

محترمہ مہرین انور راجہ: اس کے لیے اگر یہ نیا سوال کر لیں تو میں ان کا سارا bio-data منگوا لوں گی۔ اس کے علاوہ ان کی next query ہے کہ کوئی criteria lay نہیں کیا گیا کہ ان کی کیا qualification ہونی چاہیے؟ He is BA LLB and has experience of trade mark registration.

جناب چیئرمین: آپ کا اس پر supplementary question ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جی جناب والا۔

جناب چیئرمین: جی بولیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ Intellectual Property Rights Organization کے جو Director General ہیں آیا وہ intellectual ہیں؟ وہ تو BA LLB ہیں۔

Mr. Chairman: Intellectual Property does not mean intellectual. Bokhari Sahib you are a lawyer please explain to Haji Sahib.

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ pre-requisites ہیں۔ It relates to legislation and interpretation of law, so he is a law graduate and obviously he was appointed keeping in view of his education and qualification. یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں یہ لکھا ہو کہ one should be intellectual and I think that one who is practicing law…

جناب چیئرمین: جناب یہ جو intellectual لفظ profiting کے ساتھ یہ ایک بڑی confusing چیز ہے۔ جو law graduate ہوتے ہیں، حسیب صاحب شاید آپ اس پر روشنی ڈال سکیں because you are an industrialist.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! یہ بہت technical ہے۔ اس کے لیے انسان کو ہر چیز کی study ہونی چاہیے، Intellectual Property والے جو ہیں----

جناب چیئرمین: یہ actually trade marks کو deal کرتے ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جی یہ trade mark کو deal کرتے ہیں اور آپ کو پتا ہے آپ خود ماشاءاللہ وکیل ہیں۔ یہ تو special job ہے جس کے لیے کسی کو مقرر کیا جاتا ہے۔ ہر ایک وکیل intellectual ہوتا ہے۔ ہم کوئی آسمان سے intellectuals نہیں آئے ہوئے ہیں لیکن یہ Intellectual Property ایک speciality ہے، جس آدمی کو یہ speciality آتی ہو وہ کر سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر وکیل intellectual property نہیں کر سکتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو trade mark سے deal کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب بخاری صاحب جو کہہ رہے تھے میں اس بارے میں جواب دے رہا ہوں کیونکہ اس کا خاص الخاص تعلق property rights کے ساتھ، اس کا تعلق trade marks کے ساتھ اور world over اس کا تعلق ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحبہ Would you like to elaborate?

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! وہ intellectual lawyer ہیں۔اس کے متعلق آپ وسیم سجاد صاحب کا view بھی ضرور لیں۔ وہ بڑے اچھے وکیل ہیں، ان کے پاس different cases آتے ہیں and he manages everything. میں سمجھتی ہوں کہ a lawyer is an intellectual also. جہاں تک trade mark and registration کی بات ہے تو میں نے on the floor of the House کہا کہ honourable Director General کا experience بھی ہے اور اگر محترمہ کومیری کوئی بات ناگوار گزری ہو تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ وسیم سجاد صاحب کا view ضرور لے لیا جائے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب والا! یہ بہت important subject ہے اور اس کا تعلق صرف وکیل سے نہیں ہے، اس کا تعلق تمام دنیا کے ساتھ ہے ،وہاں سے reports منگوائی جاتی ہیں، کسی کے اپنے rights ہوتے ہیں آپ ان کو breach کرکے اپنے ملک میں منگوا لیتے ہیں ، بعد میں لوگ international court میں چلے جاتے ہیں اس لیے یہ بڑا اہم department ہے ۔اس میں کسی وکیل کی appointment کر دینا without any experience درست نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا subject ہے۔ میرے خیال میں لاکھوں، کروڑوں مقدمات ہیں جو international court میں جا رہے ہیں because of the breach of rights تو جو آپ کا head ہو وہ کم از کم in respect of IPRO qualified ہونا چاہیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! جو D.G. اس وقت کام کر رہے ہیں وہ بزرگ ہیں ، محترم ہیں اور ان کی عمر ۷۰ سال ہے۔ یہ وقت ان کے آرام کا ہے اور کسی ایسے شخص کو کہ جو اس field میں کام کر سکے اس کو appoint کیا جائے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بڑا specialized area ہے،یہاں B.A. L.L.B کافی نہیں ہے، ہمیں یہ بتائیں کہ ان کی expertise, experience کیا ہے۔ ان کی کتنی practice ہے ، اس کی ساری تفصیل آنی چاہیے کیونکہ ان کو تقریباً ساڑھے چار لاکھ روپے ماہانہ دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحبہ، پروفیسر صاحب کو details provide کر دیجیے گا کہ what is the qualification and experience of DG.

محترمہ مہرین انور راجہ: Details یہاں پر مہیا ہیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی عمر ۷۰ سال ہے اور ان کو گھر بیٹھنا چاہیے تو میں سمجھتی ہوں کہ Bertrand Russell نے کہا تھا کہ 70 years age is the peak height of experience تو ہمارے بہت سے لوگ یہاں سے گھر چلے جائیں گے، میں نہیں سمجھتی کہ جانا چاہیے ۔ جہاں تک کہا گیا ہے کہ ان کی expertise کیا ہیں، اس کی فہرست میں پروفیسر صاحب کو دے دوں گی regarding high court and supreme court cases and his expertise in the trade mark and copyrights.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): ڈی جی صاحب کا نام کیا ہے؟
جناب چئیرمین:نام شاید پوچھا نہیں کیونکہ نام لکھا ہوا نہیں ہے۔
سینیٹر وسیم سجاد:سارا کچھ discuss ہوا ہے کہ وہ پیدا کب ہوئے، ان کی عمر کتنی ہے، qualification کیا ہے لیکن نام کا پتا نہیں چلتا کہ بندہ کون ہے؟
جناب چئیرمین:پروفیسر صاحب! آپ کو نام پتا ہے تو بتا دیجیے گا، پتا چل جائے گا۔
سینیٹر وسیم سجاد: نام کیا ہے؟ نام پتا چل جائے تو at least, we know who he is and whether he is qualified or not.
محترمہ مہرین انور راجہ: میرے خیال میں سوال ان کی qualification کے متعلق تھا اور میں نے کہا ہے کہ ان کو ان کا پورا bio-data دے دوں گی۔
سینیٹر وسیم سجاد: کیا وزیر صاحبہ کے پاس نام نہیں ہے؟
جناب چئیرمین: آپ کو نام دے دیں گی she is not aware of the name right now- ابھی ان کو معلوم نہیں ،بعد میں آپ کو بتا دیں گی۔

Senator Wasim Sajjad: This can't be.

ایک شخص جس کا اتنا بڑا عہدہ ہے، چار ، پانچ لاکھ روپے ماہوار تنخواہ ہے اس کا نام ہی کوئی نہیں ہے۔
محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! میں ابھی پتا کرکے بتا دوں گی۔
سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! ایک سوال کے ساتھ منسٹری ایک brief دیتی ہے اس میں all sort of information ہوتی ہے ،وزیر صاحبہ فائل میں دیکھیں نام لکھا ہوگا۔اگر اس بریف میں نام نہیں لکھا ہوا تو متعلقہ سیکریٹری کو فارغ کریں جو وزیر کو ایسا brief بنا کر دیتا ہے کہ اس میں نام ہی نہیں لکھا۔
جناب چئیرمین:نام تو ہونا چاہیے تھا۔
محترمہ مہرین انور راجہ: میں آپ کو نام بھی دے دیتی ہوں۔
سینیٹر محمد اسحاق ڈار:آپ سیکریٹری کو فارغ کر دیں۔
محترمہ مہرین انور راجہ: بالکل فارغ کر دوں گی۔
جناب چئیرمین: سینیٹر ہارون صاحب۔
سینیٹر ہارون خان: جناب والا! میرا comment یہ ہے کہ ڈی جی صاحب کا package تو شاید چار لاکھ کا ہے مگرجو اردلی الاؤنس ہے وہ minimum wage سے کم ہے اس کو تو correct کر لیں ، وہ پانچ ہزار روپے ہے۔
جناب چئیرمین: اچھا، ٹھیک ہے۔OK۔ اگلا سوال۔ ڈاکٹر محمد اسمعٰیل بلیدی صاحب۔ یہ سوال Ministry of Finance کے متعلق ہے اس کو ہم defer کر دیتے ہیں۔
(سوال نمبر86 defer کیا گیا) اگلا سوال ، وسیم سجا صاحب کا ہے، یہ بھی Ministry of Finance سے ہے، so, it is also deferred. (Question No.87 was deferred).
سینیٹر وسیم سجاد: میں پوچھنا چاہوں گا Finance Minister کہاں ہیں اور ان کا کوئی نام بھی ہے؟

جناب چئیرمین: ان کا نام محترمہ حنا کھر ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ (deferred)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ necessary information is being collected from relevant ministries, divisions. یعنی یہ بلوچستان کی پسماندگی کو ختم کرنے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، اب وہ انفارمیشن پتا نہیں کب تک collect ہوگی؟

Mr. Chairman: Bukhari Sahib is there any Minister for Provincial Coordination?

سینیٹرسید نئیر حسین بخاری: جناب والا! آج کل تو اس وزارت کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ابھی اس سوال کا جواب تو آیا ہی نہیں، جواب آتا تو اس پر ضمنی سوال بھی ہوتا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اس کو defer کر دیں۔

جناب چئیرمین: اس سوال88 کو بھی defer کر دیتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 89 بھی Finance Ministry کا ہے

(مداخلت)

جناب چئیرمین: بلیدی صاحب ! جواب ہی نہیں آیا تو اس لیے اس کو defer کردیا گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس کا جواب کب آئے گا۔

جناب چئیرمین: وزیر تو ہیں نہیں، ہم بخاری صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر سید نئیر حسین بخاری: آپ یہ سوال لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔ وزیر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ after 6.30, he will be in the House.

جناب چئیرمین: میں ان کی بات نہیں کر رہا ۔ بلیدی صاحب کا سوال Inter Provincial Coordination کے متعلق ہے جس کا جواب نہیں آیا ہے۔ بلیدی صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کب تک جواب آ جائے گا۔ بلیدی صاحب! Next rota day پر انشاءاللہ لے آئیں گے۔ اگلا سوال مسٹر عبدالغفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: سوال نمبر90۔

90. ***Mr. Abdul Ghaffar Qureshi:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the names of contractors awarded contracts for electric works in Parliament Lodges during the years 1997 to 2003, indicating also the amount paid as a result of escalation or the amount of security deducted from the bills of each of the said contractors; and

(b) whether security amount of any of the said contractors is pending at present, if so, the details thereof and the time by which the same will be released?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) In the year 1997 to 2003, Electrical works in Parliament Lodges were awarded to the following contractors:

i. M/s. Babar Brothers.

ii. M/s. Samra Enterprises.
iii. M/s. Sitara Engineering & Construction.
The other requisite details are Annexed.

(b) The available security amounts of the firms have been adjusted against recoveries, as directed by the NAB.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! گو میں پارلیمنٹ لاجز میں نہیں رہ رہا ہوں لیکن مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ یقین جانیں کہ پارلیمنٹ لاجز کی حالت دیکھ کر مجھے بہت دکھ اور افسوس ہوا کیونکہ ان کی حالت ، maintenance بہت ہی گری ہوئی ہے اس حد تک کہ میں سمجھتا ہوں کہ باہر کا کوئی مہمان وہاں پر آئےتو آ کر دیکھے گا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے لوگ اس حالت میں رہ رہے ہیں۔ وہاں کے فرش میلے ہیں، رنگ اترا ہوا ہے، دروازے ٹوٹے ہوئے ہیں اور کئی جگہ شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں تو جو بھی متعلقہ وزیر صاحب ہیں ان سے میں گزارش کروں گاکہ مہربانی کرکے جیسا کہ باقی معاملات میں حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم بہت توجہ دے رہے ہیں، اس معاملے پر بھی توجہ دیں۔اس سلسلے میں ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے اور وہ ان معاملات کو دیکھے۔

جناب چئیرمین: اس سلسلے میں شکایات آئی تھیں and I called the CDA Chairman along with the Director General Services اس میٹنگ میں سینیٹر مشہدی صاحب، سینیٹر بادینی صاحب، سینیٹر مسسز کلثوم اور سینیٹر مسسز ثریا تھیں اور اس میٹنگ میں، میں نے ان کو instruct کیا کہ متعلقہ جو ڈائریکٹرز ہیں وہ ان کو change کریں کیونکہ بہت شکایات ہیں اور جتنی بھی complaints ہوتی ہیں ان کی طرف توجہ دیں۔ چئیرمین صاحب نے ان کو change کر دیا ہے اور ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے headed by the Deputy Chairman of the Senate and all these members جن کا میں نے نام لیا ہے they will be in liaison with the Chairman CDA and the Director General Services to rectify whatever problems are there in the lodges اور ہر ہفتے یہ میٹنگ کریں گے۔ کینٹین کےاندر بھی مسئلہ تھا ، ہم نے کہا کہ کینٹین کے ٹھیکیدار کو یا تو تبدیل کریں یا ان کو کہیں کہ وہ کھانا صحیح کریں اور کھانا is to be approved by this committee. اب بادینی صاحب بھی آگئے ہیں شاید وہ اس پر کچھ اور روشنی ڈالیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: دقت نظر آرہی ہے اور وہ بجٹ کی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ CDA والے ہمیشہ ۔

جناب چیئرمین: بجٹ کا جہاں تک تعلق ہے ہم نے ان سے کہا ہے کہ break up of financing کر لیں۔ سینیٹرز کی جو تکالیف ہیں ان کو دور کریں۔

سینیٹر وسیم سجاد: میں یہ گزارش کروں گا کہ بہتر ہوگا کہ یہ بجٹ سینیٹ اور National Assembly اپنے بجٹ میں لے لیں اور یہاں سے ان کو بجٹ دیں کیونکہ ان کو وہاں مشکلات آتی ہیں۔ گو کہ میں وہاں رہ نہیں رہا لیکن ہمارے بھائی اور بہن

وہاں رہ رہے ہیں۔ مجھے وہاں جا کر دکھ ہوا ہے کہ ان حالات میں ان کو رکھا جاتا ہے۔ اس میں بہتری کی ضرورت ہے۔

Mr. Chairman: Wasim sahib, we have already taken a notice of it. بادینی صاحب چونکہ اس کمیٹی میں تھے تو وہ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جس دن آپ نے ان کو بلایا۔ ہم تو آپ کا بھی شکریہ ادا کریں گے کہ آپ نے stand لیا ہے۔ اس دن کے بعد ایک اور میٹنگ بھی ہم لوگوں نے کی ہے۔ پھر چیئرمین آیا ہے اور اس نے اپنا سارا سٹاف change کیا ہے۔ باقاعدہ ہر کمرے میں ڈائریکٹر دو، تین دفعہ جاتا ہے۔ کام شروع ہے۔ Changes ہو رہی ہیں۔ کل شام کو میں پھر اس سے ملا ہوں۔ اس نے کہا ہے کہ لاجز بہت زیادہ ہیں، فنڈز کا کوئی problem نہیں ہے۔ چیئرمین نے ان کو اجازت دی ہے کہ جو کام ضروری ہے ان کو کرو۔

Mr. Chairman: I think that is very satisfactory.

اس کے بعد میرا خیال ہے کہ بات ہو گئی ہے۔ Bilour sahib, the changes have been made. اب جو تکالیف ہیں وہ کمیٹی کو بتا دیں۔ بادینی صاحب موجود ہیں۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں آپ کے knowledge میں چیئرمین صاحب! یہ لانا چاہتا ہوں۔ ذرا جواب پڑھیں۔

جناب چیئرمین: جواب کو چھوڑیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ وکیل ہیں دیکھیں تو سہی۔

In the year 1997 to 2003 the following contractors were awarded the work.

اس کی details annexure میں ہیں۔ Annexure میں چلے جائیں اور ہر ایک کا date of award of work ہے جبکہ 1997 میں ایک بھی نہیں ہے۔ پہلے ہے 31st May, 1995, دوسرے کا ہے 21st May, 1995 اور تیسرے کا ہے 8th September, 1993 اور چوتھے کا ہے 23rd September, 1996. یہ ساری informations غلط ہیں۔ Need your judgment Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: اس پر تو منسٹر صاحبہ جواب دے سکیں گی۔ میں نے جو سینیٹرز کے لئے میٹنگ call کی اس پر اللہ کا شکر ہے کہ جیساکہ بادینی صاحب نے فرمایا کہ کام ہو رہا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ serious breach of privilege of the House ہے کہ اگر غلط informations دی جائیں۔ یہ ذرا clarify کریں کہ کونسی information ٹھیک ہے؟

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! کس نے آپ کو منع کیا ہے۔ پہلے منسٹر صاحبہ جواب دے دیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: منسٹر صاحبہ پہلے جواب نہ دیں۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ کی بات سنیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں سوال کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں سوال تو ایک آ چکا ہے۔ اس سوال کا جواب آ جائے، اس کے بعد آپ ضرور سوال کیجیے، آپ کا حق ہے، میں آپ کو منع نہیں کر رہا ہوں۔ جی منسٹر صاحب۔ ڈار صاحب نے جو سوال کیا ہے۔ تھوڑی تحمل مزاجی سےہم چلیں تو بالکل ہر ایک کے سوال کا جواب آئے گا۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! وسیم صاحب کا جو پہلا سوال تھا وہ تھا .D.G IPO is Khalid Mehmood Bokhari ایک چیز۔ جناب والا! جو دوسرا سوال ہے، اگر مناسب سمجھیں تو اس سوال کو ذرا repeat کر دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں نے عرض کیا ہے کہ سوال میں پوچھا گیا ہے 1997 to 2003 کے دوران جو کام ہوا ہے ان کو کب award ہوا ہے۔ جب کہ آپ نے لکھا ہے کہ details annexure میں ہیں۔جب ہم annexure پر جاتے ہیں تو اس میں name of work بھی ہے، contractor کا نام بھی اور date of award بھی ہے۔ ایک بھی وہاں پر 1997 اور 2003 کا نہیں ہے۔ سارے 1997 سے پہلے کے ہیں۔ اس میں ایک information غلط ہے۔

جناب چیئرمین: آپ دوبارہ چیک کر لیں۔ ڈار صاحب! میرا خیال ہے کہ چیک کرکے آپ کو یہ بتا دیتی ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو آپ کو discrepancy بتا رہا ہوں۔ ان کو دیکھنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ ان کو چیک کرنا چاہیے تھا۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ میں کم از کم یہاں House میں اس کو لانا نہیں چاہتا تھا لیکن یہ ہمارے ہاسٹل کا، ہمارے لاجز کا جو کھانا ہے اس کے بارے میں بات کرنا ہے کہ یہ اچھا نہیں، لیکن یہاں سچ بات یہ ہے کہ میں کبھی سوچتا ہوں کہ اگر میں نے لاجز کے سینیٹ کے ممبران اور قومی اسمبلی کے ممبران کے لئے کھانا صحیح کیا تو آپ سمجھیں کہ میں نے پاکستان کے عوام کو نجات دلا دی ہے۔ دو وقت کی آٹے کی روٹی آپ یقین کریں کہ وہ انتہائی نقصان دہ ہے۔ اس پر ہم نے بار بار بات کی ہے لیکن اس دن پتہ نہیں ان کو پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں اعتراض کر رہا ہے تو اس کے لئے اسی دن ایک دو روٹی اچھی پکا لیتے ہیں۔ جناب والا! حقیقت میں ہمارے لاجز کے ارد گرد پرائیویٹ سسٹم نہیں ہے ورنہ ہم وہاں سے لاتے۔ اب پرائیویٹ سسٹم نہیں ہے تو آپ کو آبپارہ دور جانا پڑتا ہے۔ جناب والا! اس کے بارے میں ہم عرض کریں گے۔ آپ مہربانی کریں جو کمیٹی آپ نے بنائی ہے، یہ دوسرے معاملات کے علاوہ کھانا اور کھانے میں روٹی، آپ سمجھیں آبپارہ سے سستی تو اپنی جگہ پر ہے، واقعی وہ روٹی ہو گندم کی۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! میں عرض کروں آپ کی بات میں سمجھ گیا۔ یہ جو میٹنگ ہوئی تھی تو اس کے اندر میں نے چیئرمین سی ڈی اے کو instructions دی ہیں یا تو اس کا contract کنٹین والے کا cancel کیا جائے اور نہیں تو اس کو بولیں کہ کھانا approve کروائیں اور کھانا بھی یہ جو کمیٹی بنی ہے یہ approve کرے گی۔ میں نے کہا ہے کہ کھانا CDA کے ملازمین نہیں کھا رہے ہیں۔ کھانا

سینیٹرز نے کھانا ہے اور جب تک سینیٹرز quality of the food agree نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ جی مشہدی صاحب! آپ اس کے بارے میں روشنی ڈالیں کہ کیا ہوا۔ مشہدی صاحب کو ذرا سن لیں He was in the Committee. جی مشہدی صاحب! کنٹین کے بارے میں ذرا بتائیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! کیونکہ یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے، ہمارے اپنے ساتھیوں کا معاملہ ہے اور ہمارے اپنے بھائیوں اور بہنوں کا معاملہ ہے۔ جناب چیئرمین نے اس دن بہت سختی سے certain orders pass کئے تھے۔ ہم ensure کر رہے ہیں کہ وہ orders implement ہوں۔ بہت حد تک، بہت بڑی dressing down دی گئی تھی چیئرمین سی ڈی اے اور D.G کو۔ Already جو acting Director تھا اس کو remove کر دیا گیا ہے اور بہت improvement اس لحاظ سے ہے کہ اب وہ جو officials ہیں CDA کے، جو work کرتے ہیں ہمارے لاجز میں، وہ interest لے رہے ہیں اور work کر رہے ہیں۔ کمیٹی والے بھی ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

کھانے کا ہمارے senior colleague honourable Senator Mandokhel Sahib نے بالکل صحیح کہا ہے کہ وہ صحت کے لئے مضر ہے۔ اس کے اوپر چیئرمین صاحب نے بہت سختی سے نوٹس لیا ہے اور order دیا ہے کہ Canteen Contractor کا contract cancel کیا جائے اور کوئی دوسرا اچھا contractor ڈھونڈا جائے۔ ہمارے ساتھیوں نے بتایا ہے کہ پشاور میں A very clean and very good hotel ہے اس کو بھی ہم لوگوں نے بلایا ہے اور request کی ہے کہ وہ آکر ہمارا یہ contract لے and the same standard of food جوکہ اس کے ہوٹل میں ادہر provide ہوتا ہے وہ ادہر provide کرے۔ Some relief will be provided اور چیئرمین صاحب نے بھی یہی order دیا ہے اور it will be implemented ہم آپ سے بھی اس میں وقتاًفوقتاً مدد مانگیں گے کہ جو کھانا ہوگا وہ سینیٹر خود test کریں گے کیونکہ ہم لوگوں نے کھانا ہے اور ہمارے ساتھیوں نے کھانا ہے۔ یہ بڑے بڑے افسروں نے یا CDA کے افسران نے کھانا ہوتا ہے۔ ہم لوگ ہی test کریں گے اور ہم لوگ ہی approve کریں گے اور جب تک اس کا standard ٹھیک رہے گا وہ contract رہے گا۔ جب بھی وہ standard ٹھیک نہیں ہوگا تو we will make sure that the contract is cancelled. آپ یقین کریں کہ no stone has been left unturned by the Committee ہم لوگوں نے اس کے ساتھ جتنی بھی سختی کر سکتے ہیں کی ہے remaining within the restraint of civilized behavior. ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ وہ چیزیں جن پر پیسہ نہیں خرچ ہوتا ہے ہم ان پر emphasize کر رہے ہیں مثلاً صفائی پر، چوہوں کو مارنے کے لیے، bathrooms کی cleansing پر، cleaning پر اور اس کے علاوہ چیئرمین صاحب نے decision دے دی ہے کہ funds will not be the excuse جو کہ ہمیشہ ہوتا ہے کہ جی funds نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کہیں سے بھی funds آئیں کام جاری رہے تو جو چیئرمین سی ڈی اے کو میں ضرور appreciate کروں گا۔ He came upto our expectations and he came out with integrity اور انہوں نے کہا ہے کہ جی اگلے allocation funds میں سے میں funds دے رہا ہوں۔ کوئی کام نہیں رکے گا۔ اب صرف یہ limitation ہے کہ کتنا کام ایک وقت میں صحیح طرح ہو سکتا ہے۔ اب کسی قسم کی limitation نہیں ہے،

انشاءاللہ improvement of the lodges ہوگی۔ کمیٹی جس کے چیئرمین ، ڈپٹی چیئرمین ہیں، Saturday کو بھی meeting کر رہے ہیں and all the members are cordially invited and requested to have a list of all the outstanding works in their apartments اگر کسی کا کام رکتا ہے یا نہیں ہوتا تو kindly ہم چاروں ممبروں میں سے کسی کو بھی آپ report دے دیا کریں یا ڈپٹی چیئرمین صاحب کو دے دیا کریں تو we will ensure کہ جتنا بھی ہو سکتا ہے ہم کریں گے کیونکہ یہ ہمارا کام ہے اور ہم آپ کی پوری مدد کریں گے کیونکہ یہ responsibility ہمیں دی گئی ہے۔اس لیے ہم کریں گے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: I think everything is clarified. Yes, please Haji Adeel sahib.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جب lodges بنے تھے تو ہر چھت پر ایک open space تھی اور ایک corridor تھا، اس کے ساتھ دونوں طرف toilets تھے اور وہ اس لیے تھے کہ lodges میں جو ملازمین دن کے وقت کام کرتے ہیں، عورتیں یا مرد، وہ ان toilets کو استعمال کریں۔ اب ان open spaces پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ ان پر دروازے لگائے گئے ہیں، کسی پر لکھا گیا ہے کہ فلاں وزیر صاحب کا دفتر اور دوسرا یہ کیا گیا ہے کہ ہر lodge کے پاس شروع میں کچھ furniture پڑا ہوتا تھا کہ اگر visitors آئیں تو وہ باہر بیٹھ سکیں۔ وہ تمام furniture ان جگہوں پر چلا گیا ہے جو ناجائز طریقے سے قبضہ کی گئی ہیں۔ نقشے میں وہ کمرے نہیں ہیں، وہ open space ہے، ہوا کے لیے ہے، تو ان کو open space ہونا چاہیے اور جن جن لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے، اپنے دروازے لگائے ہیں، یہ تو بڑی زیادتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ قبضہ مافیا صرف کراچی میں ہی نہیں بلکہ یہاں lodges میں بھی ہے۔ میری درخواست ہے کہ اگر یہ کمیٹی بااختیار ہو تو اس مسئلے کو بھی حل کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ research کریں۔ مجھے ایک سال تک کمرہ نہیں ملا۔ آپ کو علم ہے کہ ان lodges میں non-parliamentarians رہ رہے ہیں۔ اگر کسی parliamentarian کو ضرورت نہیں ہے تو یہ بڑی زیادتی ہے کہ parliamentarians کو تو جگہ نہیں ملتی اور non-parliamentarians اس میں رہ رہے ہیں۔ اس کمیٹی کو یہ بھی اختیار دیں کہ investigation کرے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر کھٹومل۔

سینیٹر ڈاکٹر کھٹومل جیون: جناب والا! میرا ایک point ہے۔ ہمیں جو lodges میں کمرے allot کیے گئے ہیں وہ کھڈ میں ہیں یعنی وہ basement میں ہیں اور وہاں پر مچھر،لال بیگ اور چوہے ہیں، صابر بلوچ تو تین دن تک چوہوں کے پیچھے بھاگے اور وہ چوہے بھی موٹے موٹے ہیں، ان سے ہماری جان چھڑائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ specially basement میں جو کمرے بنے ہوئے ہیں ان کے بیچ میں visitor rooms یا بڑے بڑے ہال بنے ہوئے ہیں، ان پر پتا نہیں کون لوگ قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسے حاجی عدیل صاحب نے ابھی فرمایا ہے۔ اس sides پر جتنے بھی کمرے ہیں پتا نہیں ان میں کون کون لوگ ہیں۔ ایک بات اور یہ ہے کہ چھتیں ٹپک رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: یہ صحیح کہہ رہے ہیں، میں ان کی بات کی تائید کرتی ہوں، جیسے ہی ہم لفٹ سے اترتے ہیں تو right پر بڑے بڑے ہال اور کمرے ہیں۔ مجھے یہ اعتراض ہے کہ ladies بھی لفٹ سے اتر کر جاتی ہیں اور لوگوں کے personal guards ہیں۔ ان میں دس دس، بارہ بارہ لوگ رہ رہے ہیں تو ان کو vacate کرنا چاہیے کیونکہ وہ تو parliamentarians نہیں ہیں، وہ کس حیثیت سے رہ رہے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ میں کمیٹی سے درخواست کروں گی کہ پورچ میں لوگ اپنی گاڑیاں کھڑی کر دیتے ہیں اور وہاں گاڑیوں کی دھلائی بھی ہوتی ہے اور کیچڑ ہو جاتا ہے۔ وہ نیچے گاڑی کھڑی کر سکتے ہیں۔ مہربانی کرکے اس چیز کو بھی check کریں۔ کیونکہ جب بارش ہوتی ہے تو ہمیں تو نیچے اترنا پڑتا ہے اور وہاں ساری گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ یہ تمام اعتراضات اور جو حاجی صاحب نے اور سیمیں صاحبہ نے فرمایا ہے، یہ کمیٹی کے حوالے کردیتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر آپ غور کریں۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب اس کمیٹی کے convener ہیں اور جتنی بھی شکایات ہیں جو پہلے کی ہیں یا جو آج پتا چلی ہیں؟ میں آپ لوگوں سے درخواست کروں گا کہ ان کو دیکھیں، اچھی طرح سے ان کو investigate کریں اور یہ remove کریں کیونکہ lodges parliamentarians کے لیے ہیں، آپ سب کے لیے ہیں اور Members of the National Assembly and the Members of the Senate اگر ادھر خوشی اور آرام سے نہیں رہ سکیں گے تو legislation کیسے کریں گے، ہاؤس کیسے اچھی طرح چلے گا۔ مشہدی صاحب! آپ یہ ساری چیزیں ڈپٹی چیئرمین صاحب کو apprise کر دیجئے اور ان چیزوں کو بھی آپ نظر میں رکھیں، ایک اچھا کام کریں تاکہ سب خوش ہوں۔ جی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: میں نے ابھی عرض کیا ہے اپنے colleagues سے کہ بھائی جس کو جو تکلیف ہے وہ مہربانی کرکے لکھ کر ہمیں دے دے تاکہ ہمیں پتا چلے۔ ابھی جو آدمی ادھر نہیں ہے اس کے کمرے پر تالا لگا ہوا ہے اور وہ خود پشاور میں ہے، جیسا کہ حاجی صاحب خود نہیں رہتے ہیں ادھر۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمیں یہ تکلیف ہے۔ ہم جانیں وہ جانیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بادینی صاحب! اب بات واضح ہو گئی ہے۔ جی مشہدی صاحب! آپ نے کچھ add کرنا ہے اس میں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے جیسے حکم دیا ہے اور جو ہمارے ممبران کی خواہش ہے، اورجو ان کی شکایات ہیں، انشاءاللہ ہم ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے، ہم سو فیصد ان کے ساتھ ہیں۔ میں پھر repeat کردوں کہ ہر ہفتے والے دن صبح کے وقت یا اگر سیشن ہو تو دوپہر میں یہ کمیٹی meeting کیا کرے گی lodges کے اندر۔ Lodges کے اندر ہمارے ممبر صاحبان کا جو بھی کوئی point ہے یا کچھ کام رہ گیا ہے یا نہیں ہوا ہے یا صحیح نہیں ہوا، وہ kindly ہمیں inform کر دیں members of the Committee بھی بہت outspoken قسم کے لوگ ہیں اور rest assure that we have no sympathy whatsoever for these officials or for these CDA people. The members come first, members come foremost and members come

last. The comfort and the happiness of the members is the closest to our hearts and we will ensure for ourselves and for all members that the standard is improved as quickly as possible. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Javed Ali Shah.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: نئے contractors کے کھانوں کو test کریں گے، اس طرح انہوں نے کہا ہے کہ ہم سب کو بتائیں گے۔ جس دن کمیٹی test کرے گی تو خدا کے لئے ہم لوگوں کو بھی inform کر دیں۔

Mr. Chairman: Now, this is between you and the Committee.

جی نبیل گبول صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

سردار نبیل احمد گبول(پورٹس اینڈ شپنگ) : جناب والا! پچھلے تقریبًا آدھے گھنٹے سے یہ سن رہا ہوں کہ معزز ممبران کو اپنی فکر لگی ہوئی ہے اور سب چاہ رہے ہیں کہ کھانا بھی اچھا ہو اور چوہوں سے بچیں اور کس طریقے سے وہ رہ رہے ہیں اور next agenda IDPs کا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ آ رہے ہیں۔

سردار نبیل احمد گبول: جس طریقے سے ہمارے سوات کے بھائی رہ رہے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے سارے پارلیمنٹ لاجز کے کمرے خالی کریں اور IDPs کو لے کر آئیں۔ آپ لوگ اپنا رونا رو رہے ہیں آپ کو پتا ہے کہ اس وقت پاکستان جس crises میں گھرا ہوا ہے، اس ایجنڈے پر بات کریں۔ پوری دنیا ہمیں دیکھ رہی ہے، پریس ہمیں دیکھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس پر ہم نے آدھا گھنٹہ irrelevant بحث کی ہے۔ next agenda پر آنا چاہیے۔ ماشاء اللہ سب اچھے اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے ہیں۔ جن حالات میںIDPs رہ رہے ہیں اس کے بارے میں سوچیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! وزیر صاحب کی اس بات پر میرا اعتراض ہے۔ جناب والا! ہمارا یہی ایجنڈا ہے اور چار دن سے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ آج اصول کے تحت یہاں پر جو سوالات اور جوابات لکھے تھے اور یہ آج کا ایجنڈا تھا اور ابھی یہ گھنٹہ باقی ہے، اس میں اگر یہ بات آگئی، وزیر صاحب نے ایسے تصویر دے دی جیسے کہ پارلیمنٹ کے ممبر اس مسئلہ میں involve ہیں۔ لہٰذا اس بات پر ہمیں کافی اعتراض ہے۔

Mr. Chairman: Now we come to the next Question No. 91, Finance, defer it. 92 Mr. Zahid Khan.

92. ***Mr. Muhammad Zahid Khan:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the name of contractor / firm to which the contract for construction of overhead bridge at Zero Point, Islamabad has been awarded;

(b) whether it is a fact that a bridge constructed in Karachi by that firm sometime ago had collapsed; and

(c) whether it is also a fact that the said firm has been blacklisted by the National Highway Authority, if so, the reasons for awarding the contract of the said bridge to that firm?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) M/s. Maqbool Associates (Pvt.) Ltd.

(b) No. The collapsed Sher Shah Bridge in Karachi was constructed by M/s. National Logistic Cell (NLC).

(c) Not applicable.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب !ایک منٹ میں تو ابھی آیا ہوں میں نے تو پڑھا بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں، دیکھ لیجیئے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب !میرے والا سوال آگے کر دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں جناب یہ حنا ربانی کھر کا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں، زاہد صاحب کا جو سوال ہے وہ کیبینٹ کا ہے۔ جی سپلیمنٹری۔ وسیم سجاد صاحب سپلیمنٹری پوچھ رہے ہیں اگر آپ نے بھی سپلیمنٹری پوچھنا ہوگا تو پوچھ لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کراچی میں جو پل گرا تھا وہ National Logistic Cell نے بنایا تھا۔ میرے خیال میں جناب کو بھی یاد ہوگا کہ اس میں بہت زیادہ جانی نقصان بھی ہوا تھا اور کروڑوں روپے کا مالی نقصان بھی ہوا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ National Logistic Cellکے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ کیا اسے black list کیا گیا ہے؟ نہیں کیا گیا تو کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب چیئرمین: جی۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مشہدی صاحب سے، ابھی جو پچھلے سوال کے بارے میں بات ہو رہی تھی ایک request کروں گی اور تمام political parties کے heads ہم ان سے request کریں گے کہ اپنے ممبرز اور سینیٹرز کو جو انہوں نے corridor area acquire کیا ہوا ہے وہ ختم کریں۔ اس میں بہت بڑے بڑے نام ہیں۔ اگر یہاں پر میں نام لوں تو بڑی عجیب سی بات ہو جائے گی۔ میں نام نہیں لے سکتی۔ میری پارٹی میں سے ہیں، تمام پارٹیوں میں سے ہیں۔

Mr. Chairman: Deputy Chairman of the Senate is the convener of this committee please give the names to him, so that all the illegal and unlawful people occupying this passage in the lodges of the Parliament should be removed. Please answer the question now.

محترمہ مہرین انور راجہ: جو معزز سینیٹر صاحب نے سوال کیا ہے اس کے لیے تو ایک freshسوال بنتا ہے۔ یہاں پر یہ سوال اس سے related نہیں ہے۔ انہوں نے سوال زیرو پوائنٹ کی کنسٹرکشن کے بارے میں کیا ہے۔ میں ان کو جواب ضرور دینا چاہتی ہوں کہ ابھی اس کو black list نہیں کیا گیا کیونکہ council of engineering اس کو deal کرتی ہے اور انہوں نے specific construction of bridges and highways پر ban لگایا ہے کہ وہ نہیں بنا سکتے لیکن باقی چیزیں وہ کر سکتے ہیں۔ جب یہ سوال آیا تو مجھے خود اس پر concern ہوا کہ ان کو ban کیوں نہیں کیا گیا۔ Rules and

Procedure ایسے ہیں کہ آپ کو ان کے through چلنا پڑتا ہے۔ اگر یہ نیا سوال دے دیں تو تفصیل ہم ان کو مہیا کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب پہلے پوچھیں گے یا زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا تو سوال ہے جناب۔

جناب چیئرمین: جی ہاں زاہد صاحب پھر آپ پہلے پوچھیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ consultancy جس firm کو دی گئی ہے، جس سے کروڑوں روپے کا حکومت کو نقصان ہوا، اب وہی consultant company کو زیرو پوائنٹ کا interchange دیا گیا ہے۔ اگر ایک کمپنی black list ہے اور اسے NHA نے blacklist کیا ہے تو کیا ہم اتنے بے خبر ہیں، ہمارے لوگ اتنے بے خبر ہیں کہ ان کو یہ نہیں پتا کہ ایک کمپنی blacklist ہے جس کی وجہ سے حکومت کو کروڑوں کا نقصان ہوا ہے اس کو دوبارہ یہ interchange دیا گیا ہے ۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا سی ڈی اے والوں کو نہیں پتا تھا کہ یہ کمپنی blacklist ہے اور اگر پتا تھا تو انہوں نے یہ غفلت کیوں کی ہے؟ اگر واقعی یہ غفلت تھی تو اس کو کمیٹی میں refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی بتائیے۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب والا! معزز سینیٹر اگر سوال پڑھ لیں یا پھر میں اس کو سمجھ نہیں سکی۔ انہوں نے consultancy کی بات سوال میں کہیں نہیں کی۔ The name of contractor/firm to which the contract for construction of overhead bridge at Zero Point Islamabad has been awarded. This is contractor firm, consultancy کی یہاں پر بات نہیں کی گئی۔ اگر یہ نیا سوال دے دیں تو ساری تفصیل میں ان کو دے دوں گی۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔ جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر انجنئیر محمد ہمایوں خان مندوخیل: کراچی میں جو پل گرا ہے وہ National Logistic Cell نے تعمیر کیا تھا اور اس کا ڈیزائنر ECIL کمپنی ہے۔ اس کو تمام investigation کے بعد سزا دی گئی ہے۔ یہاں پر جو کنٹریکٹر ہے وہ مقبول ایسوسی ایٹ ہے، مختلف ہیں وہ والے نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اس سے یہ بات کلیئر ہو جاتی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you for clarifying Humayun sahib.

بلور صاحب آپ کا کوئی سوال ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! جیسے محترمہ نے وسیم سجاد صاحب کے سوال کو گول کر دیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنا بڑا کراچی میں loss ہوا ہے۔ وہ loss پچھلی حکومت کے زمانے میں ہوا ہے یا جس زمانے میں بھی ہوا ہے اور بیس دنوں میں ایک overhead bridge ٹوٹا ہے۔ پل بنانے والی این ایل سی ہے، این ایل سی کو آج تک کیوں نہیں banکیا گیا۔ consultant اپنی جگہ پر ہے جیسے ہمارے بھائی نے بتا دیا کہ consultant ECIL ہے۔ اس کی انکوائری ہوئی ہے اور اس پر جرمانہ بھی ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال ہے کہ این ایل سی کو کیوں ban نہیں کیا گیا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب میری بات سن لیں۔ ہمارے پاکستان میں private contractors ہیں یہ این ایل سی اور ایف ڈبلیو او کنٹریکٹ لے کر آگے sublet کرتے ہیں۔ خدارا اب تو elected government ہے۔ عوامی حکومت ہے یہ contract openly contractors کو دیئے جائیں۔ وہ بھی آئیں اور حصہ لیں اگر کم ریٹ ہیں تو بے شک دیا جائے۔ یہ FWO اور اس سے ہماری جان چھڑائی جائے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحبہ ۔

محترمہ مہرین انور راجہ: جناب چیئرمین! سینیٹر صاحب نے کہا کہ کوئی سوال ہم نے گول کیا ہے یا جواب ہم نے گول کیا ہے، میں یہاں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے تو سوال ہی گول نظر آتا ہے۔ پوچھا انہوں نے contractor and firm کا ہے اور بات کر رہے ہیں engineering consultancy کی ، بات بالکل ٹھیک ہے میں کسی کو defend یہاں بالکل نہیں کروں گی، اگر وہ پل گرا تھا، وہ کب گرا تھا، کس نے award کیا، این ایچ اے کا چیئرمین اس وقت کون تھا، یہ تمام معاملات کیسے ہوئے، اس کی ایک بڑی لمبی تاریخ ہے ۔اگر نیا سوال کریں تو میں تمام جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ Consultancy کا سوال یہ نہیں کیا مگر پھر بھی میں ان کو جواب دے رہی ہوں۔ سینیٹر صاحب کا تجربہ مجھ سے بہت زیادہ ہوگا، جو ان کو کنٹریکٹ دیا گیا یہ 2006 میں award ہوا اور یہ جو پل گرنے کی بات کر رہے ہیں یہ واقعہ ستمبر 2007 میں ہوا۔ میں نے یہ پہلے بھی کہا اور میں اس کو پھر دہرا دیتی ہوں کہ council of engineering نے ان پر bridge and overhead design ban کر دیا ہے۔ ابھی یہ معاملات چل رہے ہیں اور اس کو دیکھا بھی جائے گا کہ واقعی ایسی construction companies اور ایسی consultancy جو بھی یہ کر رہے ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے اس کو ہم کسی طرح بھی ، کسی defective چیز میں نہیں ڈال سکتے۔ اب آپ کو صرف اس question سے related بات بتاؤں کہ جو زیروپوائنٹ پر overhead bridge بن رہا ہے اس میں سی ڈی اے نے ایک consultant کو hire کیا ہے اور اس کو کہا ہے کہ وہ بھی ایسی consultancy firmکو hire کرے تاکہ یہ three areas میں اس کی protection ہو جائے۔ جہاں تک سوال کا تعلق contractor of firm کا ہے وہ میں دوبارہ repeat کردوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! میں تھوڑا سا clarification دینا چاہتا ہوں کہ این ایل سی کا نام ڈالا گیا اور کہا کہ ban کر دیں میرے دوست سینیٹر ہمایوں خان نے clarify کیا ہے کہ it was the designer fault ایک designer ہوتا ہے، آرکیٹیکٹ ہوتا ہے، پھر انجنیئر ہوتے ہیں، پھر construction contractor ہوتے ہیں۔ NLC was a construction contractor and here it was not their fault.Contractor design کے مطابق بناتا ہے۔ ڈیزائین اگر faulty ہوگا تو پھر کنٹریکٹر کا قصور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی سیف اللہ صاحب آپ کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں یا سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی تو اس ملک کا المیہ ہے کہ accountability تو ہوتی ہی نہیں ہے۔ میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ چین میں بھی پل گرا۔ وہاں بھی کچھ لوگ مرے اور ان کے دو انجینئر کو

پھانسی دی گئی۔ دو انجینئیر جو ذمہ دار تھے they were hanged یہاں پر accountability نہیں ہے۔ کل خدا نہ کرے آپ کا جو زیرو پوائنٹ کا پل ہے پتا نہیں ہم تو اس پر روزانہ آتے جاتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے لیکن accountability جیسے ہمارے بلور صاحب فرما رہے ہیں، ابھی تو elected government ہے۔ پہلے ہم تو elected نہیں تھے ۔ اب آپ تو elected government میں ہیں۔ خدارا accountability کیجئے۔ پچھلے پندرہ مہینوں میں ہم نے تو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی ادارے کے خلاف ، آپ نے کسی افسر کے خلاف ، آپ نے کسی اور کے خلاف کارروائی کی ہو، بے شک ہمارے دور کے cases لے لیں اور ان پر کچھ action لیں تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اس قسم کے کام نہ کرے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you حاجی صاحب آپ کا کوئی سوال ہے؟

سینیٹر حاجی محمد عدیل : جو کچھ ضیاء صاحب نے کہا یا سلیم سیف اللہ صاحب نے کہا اس کی دو سو فیصد میں تائید کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: question کر لیجئے جناب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: Question یہ ہے کہ ج پر سوال پوچھا گیا ہے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ فرم کو National Highway Authority نے black list کیا اور جواب آتا ہے کہ اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ میں تو نہیں سمجھا کہ اس اطلاق سے کیا مراد ہے؟ یہ اطلاق کیوں نہیں ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین: جواب دے دیجئے .Minister Sahiba

محترمہ مہرین انور راجہ: سوال میں پھر بولنا چاہتی ہوں کہ جناب والا یہ Contractor firm کا سوال انہوں نے کیا تھا اور National Engineering Council کو یہ case بھیجا گیا۔ اس نے ان کا contract 31-12-2011 تک renew کیا ہے but وہ area جس پر construction of bridges and highway ہے اس کو انہوں نے ban کیا ہے اور اس کا اطلاق صرف وہاں تک ہوتا ہے rules and procedure میں اور باقی allowed ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری : حاجی عدیل صاحب کا جو سوال ہے انہوں نے کہا ہے not applicable کا جو جواب آیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں questionتو ختم ہو گیا آپ کیا اس کے بارے میں جواب دینا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: انہو ں نے جو point raise کیا ہے میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ question relate کر رہا تھا اس firm کے بارے میں۔ جب اس firm نے کراچی والا bridge بنایا ہی نہیں تو that's why it is not applicable. کہ اس کی construction اس نے نہیں کی تھی تو اس کو black list کرنے کا سوال ہی نہیں ۔ Construction کسی اور نے کی تھی اس لیے انہوں نے کہا کہ This is not applicable.

جناب چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch: I agree

سلیم سیف اللہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ یہ جو واقعہ ہوا اور bridge گرا ہے یہ ان کی اپنی حکومت کے دوران bridge گرا ہے۔ اب انہوں نے یہ demand کی ہے کہ جناب Engineers and those who are concerned. ان کو پھانسی دی جائے تو ہماری Minister Sahiba کو اس بات پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے and it must be dealt with.

Mr. Chairman: The Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies, placed on the table of the House shall be taken as read.[1] Now we come to the leave applications.

93. ***Mr. Muhammad Zahid Khan:** Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) the amount of loan received from IMF by the present Government so far;

(b) the names of projects /schemes for which that loan has been received; and

(c) whether it is a fact that the Government has made another request to IMF to increase loan if so, its details indicating also the purpose for which that loan has been requested for?

Ms. Hina Rabbani Khar: (a) We understand, the question refers to the recent Standby Arrangement signed with the IMF in November, 2008. Under the SBA, IMF would provide an amount of SDR 5169 million equivalent to S7.6 billion to be disbursed in 7 installments over a period of 23 months. The first installment of $ 3.053 billion under the SBA was disbursed in November, 2008 while the second installment of $840 million was disbursed on April 2, 2009. The third disbursement of $ 840 million is expected shortly. It may be pertinent to mention that Pakistan became a member of IMF in 1950. Since its membership Pakistan has received an amount of **SDR 8.00 billion** approximately equivalent to **US$ 10.806 billion** from IMF under various facilities of IMF.

(b) The IMF resources, by definition, are meant for Balance of Payments support and as such the amount received by Pakistan under the Fund's facilities is used to finance essential imports and shore up the country's FE reserves.

(c) No. The Government of Pakistan has made no such request to the IMF.

"UN-STARRED QUESTION AND ITS REPLY"

---

[1] *[The questions hour is being over the remaining questions and their answers will be placed on the table of the House.]*

6. **Mst. Afia Zia:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of offices of National Commission for Human Development in the country with province-wise breakup;

(b) the expenditure incurred on telephone bills, transport and maintenance of those offices during the last three years with month-wise break up; and

(c) the names, designation, educational qualifications and place of domicile of the persons working in those offices indicating also the pay, allowances and other fringe benefits admissible them?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) The Head Office of National Commission for Human Development is at Islamabad. Presently, the provinces-wise total number of Hub offices of the National Commission for Human Development in the country is as under:—

(i)	Punjab	=	13
(ii)	Sindh	=	09
(iii)	NWFP	=	06
(iv)	Balochistan	=	09
(v)	AJK	=	01
	Total:	**=**	**38**

The activities of NCHD are being carried out in 109 districts. Detail is placed at **Annex-I.**

(b) Expenditure incurred on telephone bills, transport and maintenance of those offices during the last three years is as under:—

<u>2005-06</u>

Telephone / Utility bills	=	Rs.	9,246,734/-

Transport	=	Rs.	7,905,174/-
Maintenance	=	Rs.	41,003,940/-
Total	**=**	**Rs.**	**58,176,473/-**

<u>2006-07</u>

Telephone / Utility bills	=	Rs.	17,173,174/-
Transport	=	Rs.	18,966,786/-
Maintenance	=	Rs.	114,698,309/-
Total	**=**	**Rs.**	**150,839,368/-**

2007-08

Telephone / Utility bills	=	Rs.	23,413,064/-
Transport	=	Rs.	3,056,443/-
Maintenance	=	Rs.	142,721,969/-
Total	**=**	**Rs.**	**169,240,378/-**

Statement showing average month-wise break-up for the last three years is at **Annex-II.**

(c) Statement showing names, designations, educational qualification, place of domicile, pay, allowances and other fringe benefits admissible to the employees of those offices is at **Annex-III.**

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

Leave of Absence

جناب چیئرمین: میر حاصل خان بزنجو صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ آٹھ اور نو، جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب ناسازئ طبیعت کی بنا پر مورخہ پانچ تا دس جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we take up item No.3 regarding discussion on the motion already moved by Syed Nayyar Hussain Bukhari, Leader of the House on 5th June.

جی شیرانی صاحب، آپ سب چاہتے ہیں کچھ Points of Order لے لیے جائیں IDPs کی discussion سے پہلے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی۔

جناب چیئرمین: ضرور، سب کا point لے لیتے ہیں باری باری، شیرانی صاحب کا پہلے لے لیں شاہ صاحب پھر آپ کا point لے لیں گے۔ جی شیرانی صاحب۔

Points of Order
Indiscriminate Building in FATA

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤ س کی توجہ ضابطہء کار کے 216 قاعدے کے تابع آئین کے Article 4 اور اس کی ذیلی شق ایک اور دو (الف) کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس کے مطابق ایسی کوئی کارروائی نہ کی جائے جو کسی شخص کی جان، آزادی، جسم ، شہرت یا مال کے لیے مضر ہو۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں کہ جہاں پر قانون سازی بھی ہوتی ہے، آئین سازی بھی ہوتی ہے، پارلیمان بھی موجود ہوتی ہے اور اس میں بحث بھی ہوتی ہے لیکن انسانوں کو آئین کے مطابق تحفظ حاصل نہیں ہے۔ آج ہنگو میں بمباری ہوئی ہے اور وہ بمباری کسی مولو ی کے گھر پر ہوئی ہے یعنی مولانا مفتی دین اظہر صاحب جو ہمارے ہنگو ضلع کے ضلعی امیر تھے ان کے گھر پر بمباری ہوئی ہے اور سات افراد اس میں شہید ہوئے ہیں اور متعدد زخمی ہوئے ہیں اور بمباری ہمارے اپنے ہیلی کاپٹروں نے کی ہے۔

اسی طرح مدرسہ شاہو پر بمباری ہوئی ہے جس میں مفتی محمد امین صاحب سمیت بہت سارے لوگ شہید ہو چکے ہیں اور جاں بحق ہو چکے ہیں۔ بولان میل جو کراچی سےکوئٹہ آ رہی تھی اس پر حملہ ہوا ہے۔ دو قتل ہوئے ہیں اور پینتیس زخمی ہوئے ہیں۔ اسی طرح کوئٹہ میں جناح روڈ پر ایک وزیر کی گاڑی کو آگ لگا دی گئی ہے۔ ہم نہیں سمجھ رہے ہیں کہ دن دیہاڑے اس قسم کے واقعات اگر ہوتے ہیں، جرائم حکومت کے ہوتے ہوئے ہو سکتے ہیں لیکن مجرم مبہم نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک ایسا ملک ہے کہ نہ جرائم کی کمی ہے اور نہ مجرموں کا کوئی پتا چلتا ہے اور جب جرم ہو اور مجرموں کا پتا نہ چلے تو اس چیز کا مجرم بذات خود state ہوتی ہے ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جرم ہو، دن دیہاڑے ہو اور اس مجرم کا پتا نہ چلے۔

میں آپ کی وساطت سے حکومت کی اور اس ہاؤس کی توجہ اس لاقانونیت اور ان آئینی خلاف ورزیوں کی جانب دلاتا ہوں جبکہ آئین کی رو سے ہر ایک شخص کو جان، مال، آبرو اور عزت کا تحفظ حاصل ہے لیکن state اس کو فراہم نہیں کرتی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس پر کم از کم ہمارے وزیر داخلہ ان حقائق پر روشنی ڈالیں اور اس ہاؤس میں و ہ آ کر بیان کریں کہ یہ کیا مسئلہ ہے اور کیوں state لوگوں کے

جان، مال اور عزت کا تحفظ نہیں کر سکتی؟ اور اگر وہ نہیں کر سکتی تو اس کے عوامل تو کم از کم بتا دیں کہ کیا ہیں ؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ جی قریشی صاحب آپ کوئی جواب دینا چاہیں گے اس پر؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ہمیں بتایا جائے کہ جس نے یہ حملہ کیا ہے وہ کون ہے اور اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کو کس طرح سزا دیں گے۔ اگر اسی طرح مدرسوں اور اداروں پر حملہ کرنا شروع کر دیں گے تو پھر ملک میں کس کا تحفظ ہوگا؟ وزیر داخلہ اگر یہاں موجود ہیں۔ ان کو پتا نہیں ہے کہ امریکہ والے یا کوئی اور forces بغیر ہمارے اداروں سے coordinate کیے اگر اس ملک پر حملہ کریں گے تو پھر آپ جناب چیئرمین کس کا تحفظ کریں گے۔ ہمارا پارلیمنٹ ہاؤس بھی غیر محفو ظ ہے۔ ہمارے پارلیمنٹ لاجز بھی غیر محفوظ ہیں۔ آپ کا ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس بھی غیر محفوظ ہے۔ اس ملک کو آپ کس طرح چلائیں گے۔ ہم احتجاج کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہمیں فوری طور پر اس کے بارے میں بتایا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ ، شکریہ۔ حیدری صاحب اسی چیز کو آپ repeat کرنا چاہیں گے؟

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری : آج کا واقعہ افسوس ناک ہے۔ ابھی ہمیں چٹ ملی ہے کہ ڈگو ری بھی ایک جگہ ہے جہاں ایف-16 نے حملہ کیا ہے، بمباری کی ہے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ جس کی داڑھی ہو، پگڑی ہو، حاجی صاحب ہو، مولوی صاحب ہو بس اس شکل میں ہو وہ دہشت گرد ہے۔ سوات آپریشن کی بھی ہم اس بنا پر مخالفت کر رہے تھے کہ یہ پھر ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا اور پھر اس کی کوئی انتہا نہیں ہو گی ۔ ہم اپنی فوج کو تھکا کر بالکل اپاہج کر دیں گے۔ ابھی سوات کا سلسلہ جاری ہے کہ ہنگو ، بنوں اور پھر آگے ایف آر میں جا کر، پھر کل چیف آف آرمی سٹاف بلوچستان بھی تشریف لے گئے ہیں۔ شاید وہاں بھی ان کا ارادہ ہے تو اپنے ملک کے اندر اتنی بڑی جنگ ہم پھیلا رہے ہیں۔ پارلیمنٹ کے منتخب نمائندے اور پوری قوم اس میں مو جود تھی جنہوں نے متفقہ قرار داد پاس کی تھی کہ جنگ کے بجائے، طاقت کے بجائے ہمیں مذاکرات ، مفاہمت کے لیے کوئی راستہ نکالنا چاہیے۔ آپریشن نہ چاہتے ہوئے بھی شرو ع کیا گیا۔ اب وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے اور پھر دینی مدارس، مساجد اور ہم لوگ جو دفاع کر رہے ہوتے ہیں، مولونا گل نصیب خان نے اس دن بتایا کہ وہ اعلامیہ جو ایک ڈیڑھ سال پہلے ---

جناب چیئرمین: آپ اس کو بتا تو چکے ہیں پہلے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: علماء کو جمع کر کے ایک اعلامیہ جاری کیا گیا اور اس کے نتیجے میں بڑے علمی لوگ اورہمارے علماء شہید کیے گئے۔ اس کی بھی ہم نے پرواہ نہیں کی اور ہم جیسے پرامن لوگ جو ایک معتدل اور سیاسی عمل میں شریک ہیں ، ایک جمہوری عمل کا حصہ ہیں ،اگر ہمارے مدارس ، ہماری مساجد بھی محفوظ نہیں رہیں گی تو کل شاید کوئی بھی محفوظ نہ ہو تو ہم کہاں جا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تسلی بخش جواب دیا جائے ۔ورنہ پھر ہم احتجاج کریں گے۔

جناب چیئرمین: ابھی قریشی صاحب موجود ہیں۔قریشی صاحب آپ جواب دینا پسند کریں گے۔ You want to make enquiries before answering the question that یہ point of order جو اٹھایا گیا ہے۔ had been raised.

جناب تسنیم احمد قریشی(وزیر مملکت برائے داخلہ): شکریہ ، میاں نثار گل جو صوبائی منسٹر پختون خواہ ہیں ، آج 4 بج کر40 منٹ پر یہ واقعہ رونما ہوا ہے ان پر attack ہوا ہے۔اس وقت وہ زخمی ہیں اور وہ ہسپتال میں ہیں۔اس matter کی ہم report منگوا رہے ہیں کہ یہ matter کیا ہے یہ کوئی ذاتی ہے یا target killing ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سینیٹرز صاحبان نےابھی جو گزارشات کی ہیں تو اس پر میں تھوڑی سی briefing دے دوں کہ آج کوہاٹ کے اندر جو سرچ کی گئی ہے اس میں تقریباً ۲۶ کے قریب عسکریت پسند گرفتار کیے گئے ہیں اور ایک نام والا عبدالکریم ولد عبدالرحیم جو main master mind ہے وہ arrest ہے ۔اسی کے ساتھ ڈیرہ اسمٰعیل خان کا جوmatter ہے کہ آج وہاں پر دو ہینڈ گرنیڈ سے attack ہوئے ہیں ۔ پہلا مسلم بازار کے اندر اور دوسرا ایک اور بازار کے اندر ہوا ہے جس میں معمولی نوعیت کے لوگ زخمی ہوئے ہیں ۔ اس کی بھی investigation کی جا رہی ہے اور جو سامنے آ رہا ہے وہ sectarian matter ہے ۔ ہم within week اس کی report ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ ان کے ساتھ share کر لیجئے۔جی ۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: ڈوبوری کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔ میں ہنگو کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب آپ قریشی صاحب سے ----

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میری ایک بات سنیں۔ خدا کے لیے آج اخبارات پڑھیں ، کہتے ہیں کہ بنوں میں ۸۰ عسکریت پسند ہلاک کر دیئے---

جناب چیئرمین: میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں ۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: مجھے بات تو کرنے دیں ۔ وہ ۸۰ لوگ جنگجو ہیں، وہ کیا بیٹھ کر انتظار کریں گے کہ ہم پر آ کر بمباری ہو جن لوگوں کو گوریلا war کے بارے میں تھوڑی سی شدبد ہے وہ تو دو یا چار لوگ ہوتے ہیں کہ پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں اور کوئی دشمن آئے تو اس پر حملہ کریں۔اب یہ ۸۰ لوگ ہیں۔دوسرا لکھا ہے کہ ۲۰ قبائلی بھی ہیں ۔اب آپ بتائیں کہ اس طرح کی وحشیانہ بمباری سے عام امن پسند لوگ قتل ہو جائیں گے اور عسکریت پسند محفوظ ہوں تو یہ ہم کہاں جا رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Provincial Minister Mian Nasir Gul , you know the services we are rendering , we are getting return of that, our MPAs have been murdered today, our very important person Mian Nisar Gul, very important Minister has been shot at 4:14. I don't know where he has been shot where has not been shot. Now this is the service we are rendering and we are getting the return of that services in Pakhtoonkha. Since, we are fighting the war of Pakistan, mind it, mind it sir we are fighting the war of Pakistan, if suppose, tomorrow our

army and we lose Swat war, your Pakistan will not remain, mind it you sir. I am just telling on the floor of the House, so For God's sake these people who are fighting with us came from Madrassas, they came from different places and different areas.

جناب ! خدا کے لیے ہمارے جو وزیر ہیں کم از کم تھوڑی سی مہربانی ان کے تحفظ کے لیے تو کی جائےشکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ، جی بلیدی صاحب ، ایک منٹ پہلے وہ اپنی بات complete کر لیں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ تو بتلائیں----

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ ان کی طرف دیکھتے ہیں اس طرف نہیں ،یہ مناسب نہیں ہے ہمیں بھی موقع دیں -

جناب چیئرمین: آپ کو بھی موقع دے رہے ہیں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آپ اس وزیر کےمسئلے کو نہ لیں - وہاں ہماراضلعی امیر تھا ۔وہاں سات بندے شہید ہوئے ابھی ایک گھنٹے کے اندر اندر ہمیں رپورٹ کرکے دیں-other wise ہم احتجاج کریں گے -

جناب چیئرمین: شاہ صاحب کو پہلے بات کرنے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں point of order پر ہوں گزشتہ روز پاکستان کے سابق وفاقی وزیر اور پاکستان کے World fame scientist سائنسدان ڈاکٹر قدیر صاحب اپنی پوتی کے ساتھ اس کے سکول میں ایک ایوارڈ کی تقریب میں شرکت کے لیے جا رہے تھے تو اسلام آباد کی انتظامیہ اور پولیس نے ان کا راستہ روکا اور ان کو گھر میں بند کر دیا اور پھر ان کو اس تقریب میں جانے نہیں دیا۔ جناب چیئرمین! ڈاکٹر عبدالقدیر محسن پاکستان جن کو پچھلے دور کی حکومت کے ملٹری ڈکٹیٹر جناب مشرف صاحب نے سالہا سال نظر بند رکھا اور بالآخر اسلام آباد کی ہائیکورٹ نے ان کو رہا کیا ، ان کو ایک آزاد شہری قرار دیا اور ان کو پاکستان میں کسی جگہ بھی جانے کے لیے مکمل آزاد قرار دیا ۔جناب چیئرمین! پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں ایک important شہری کے ساتھ، اگر اس طرح خلاف آئین اور خلاف قانون سلوک کیا گیا جبکہ یہاں ہر وقت قانون کی بات ہوتی ہے اور جس کمرے میں ہم بیٹھے ہیں جہاں ماسوائے قانون کے اور کوئی بات ہی نہیں ہوتی ۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسلام آباد کی یہ صورت حال ہے ،اس طرح یہاں آئین اور قانون کی دھجیاں اڑای جا رہی ہیں اور ابھی treasury benchs سے یہ آواز آ رہی ہے کہ آئین اور قانون کے خلاف ،تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیچوکی ملیاں ، ٹھٹھہ ، ہنگو یا سبی وہاں کے میرے جیسے بہت کمزورشہری ہیں ۔ان کے ساتھ کیا حشر ہوتا ہوگا یہاں میں جناب کی وساطت سے حکومت پاکستان سے یا ا پنے منسٹر سے پوچھ سکتا ہوں کہ اس معزز شہری، ایک سابق وفاقی وزیر سائنسدان نے کیا گناہ کیا تھا یایہ کیا گناہ کرنے چلے جا رہے تھے جس پر انہیں روکا گیا اور وہاں شرکت نہیں کرنے دی -

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے ۔وزیر صاحب آپ اس کا جواب دینا پسند کریں گے-.You are aware of this

جناب تسنیم احمدقریشی : جناب والا ! میں گزارش کروں کہ موجودہ حالات کے مطابق ان کو روکا گیا ہے اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ یہاں جان بوجھ کر روکا گیا ہے۔ صرف security purpose کے لیے انہیں روکا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سیمیں صاحبہ آپ پہلے یا سیف اللہ صاحب ۔ آپ ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں فیصلہ کر لیجئے پروفیسر صاحب آپ کی طرف بھی بالکل آئیں گے ۔ فکر نہ کریں ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب چیئرمین! شکریہ، میں آپ کی توجہ ایک constitutional matter کی طرف دلوانا چاہوں گی اس پر میرے بہت سے ساتھیوں کو اعتراض ہوگا ۔میرا مطلب کسی کی دل آ زری یا دل شکنی نہیں ہے ۔میں صرف constitutional بات کر رہی ہوں یہاں پر اکثر آپ کی ناک کے نیچے یہ بات ہوتی ہے کہ ایک صوبے کا نام بار بار پختون خواہ لیا جاتا ہے میں سمجھتی ہوں یہ constitution کی خلاف ورزی ہے پچھلا دور تو چلو صدر مشرف کی نذر ہوا سب نے الزامات لگائے کہ اس نے آئین کی دھجیاں بکھریں ۔اب تو جمہوری حکومت ہے کم از کم وہ آئین کی عزت تو رکھیں ۔میں point out کرتی ہوں Article1(2) اس میں ہے

"The territories of Pakistan shall comprise, the Provinces of Baluchistan the North West Frontier, the Punjab and Sindh; "and now I come to Article 6(1)

اس میں ہے ۔

(1) "Any person who abrogates or attempts or conspires to abrogate, subverts or attempts or conspires to subvert the Constitution by use of force or show of force or by other unconstitutional means shall be guilty of high treason."

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ آپ کا کیا point ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: میری یہ suggestion ہے کہ ابھی اس وقت کی coalition government ہے تو اس کو اسمبلی سے پاس کروا لیں جو بھی نام انہوں نے رکھنا ہے اور پھر اس نام کو رکھیں اور اس کولیں تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ ایک اور بات زیر غور رکھیں کہ وہاں پر صرف پختون نہیں ہیں ۔بلکہ ہزارہ بھی ہے۔ وہاں پر 45% لوگ ہندکو speakingہیں5%یہ لوگ ہیں۔ بہرحال اگر یہ نام اسمبلی سے پاس ہوتاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کو noteکیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سیف اللہ صاحب۔ ان کے بعد میاں رضا ربانی اور پھر پروفیسر صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ بات کر چکے ہیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! بلور صاحب نے میاں نثار گل کاکاخیل کے بارے میں بات کی ہے، ان کا ضلع کرک اور میرا ضلع لکی ، آپس میں adjoining اضلاع ہیں۔ درہ ہمارےلئے ایسے ہی ہے جیسے آپ جنوبی اضلاع کہتے ہیں، ہمارا یہی ایک راستہ ہے یا پھر ہم پنجاب سے ہو کر جائیں اور اگر براہ راست جائیں تو درہ بارہ میل پر ہے۔ آپ کے دارالخلافہ میں ایک واقعہ ہوتا ہے تو اس سے کیا پیغام جا رہا ہے کہ آپ کا وزیر ہی محفوظ نہیں ہے بلکہ تین جو اس کے

محافظ تھے ، وہ غریب تین پولیس والے بھی شہید ہوئے ۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ذرا law and orderکی طرف توجہ دیں۔ جو پرسوں واقعہ PC Hotelمیں ہوا ہے، جو کچھ غیر ملکیوں کے ساتھ ہوا ، مہربانی کرکے اس پر توجہ دیں۔ بدقسمتی سے میرے تجزیے کے مطابق اس کی اور بہت وجوہات ہیں۔ افغانستان ہے، وغیرہ وغیرہ لیکن جو مرکزیت ہے، بدقسمتی سے فوجی دور میں تو ہوتی ہے کیونکہ ایک focal pointہوتا ہے لیکن جو مرکزیت elected governmentمیں بھی رہی ہے،اس کے بارے میں عرض ہے کہ آپ صوبوں کو اختیارات دیں۔ ان پر اعتماد کریں اور انہیں وسائل دیں تاکہ وہ اس چیز سے نپٹنے میں کامیاب ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ ruling دیں کہ واقعی کوئی پختونستان صوبہ پاکستان میں existکرتا ہے یا نہیں ۔

جناب چیئرمین: آپ کس بات پر rulingچاہتی ہیں؟

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: کہ کیا پاکستان میں ایسا کوئی صوبہ ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: ابھی متعلقہ وزیر سے پوچھتے ہیں اور پھر آپ سے بات کرتے ہیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: تو آپ ruling دے دیں۔

جناب چیئرمین: متعلقہ وزیر سے clarifyکرنے کے بعد ruling آتی ہے۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ضرور بات کریں ۔ آپ کو منع نہیں کرتے لیکن آپ سے پہلے جن اراکین نے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں، انہیں موقع دینا ہے اور جب آپ کا نمبر آئے گا تو آپ کو موقع دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ بالکل اس موضوع پر بات کیجیئے گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ وزیر صاحب سے پوچھ رہے ہیں، میں ان سے قبل بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں وزیر صاحب سے ابھی نہیں پوچھ رہا ۔ رضا ربانی صاحب اور بات کر رہے ہیں۔ آپ کو ضرور موقع دیں گے۔ رضا ربانی صاحب۔

Excessive load shedding in Karachi

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ جناب چیئرمین ویسے تو اس مسئلہ پر Call Attention Notice تھا چونکہ under the rules دو Call Attention Noticesہو چکے ہیں۔ اس لئے I would kindly request through you to the Leader of the Houseکہ ابھی جو میں کہنے جا رہا ہوں، وہ اسے noteکر لیں اور کل وزیر پانی و بجلی کو کہیں کہ وہ آ کر اس کا جواب دے دیں .because it pertains to him

جناب چیئرمین! شروع ہی سے کراچی شہر میں بجلی کا ایک سخت بحران رہا لیکن پچھلے ایک ہفتے میں کچھ load shedding all of a sudden ایسے لگا کہ تھوڑی سی بہتر ہوئی ہے۔ اب پھر پچھلے تین چار دنوں سے اور بالخصوص جو کل گزرا ہے، کراچی کا شہر پھر ایک بار اندھیروں میں ڈوب گیا ہے اور وہاں پر excessive load sheddingہو رہی ہے جس سے کراچی کے شہریوں کو سخت تکلیف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین !جس وقت KESCکو privatizeکیا جا رہا تھا ، اس وقت بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ ایک strategic national assetہے، یہ ایک utilityہے اور دنیا بھر میں جہاں پر اس قسم کی utilityکو nationalizeکیا گیا ہے، وہ ایک failure proveہوا ہے لیکن اس وقت ہمیں یہ کہا گیا اور میں نے اسی floorپر شاید آپ کو یاد ہوگا ، کہا تھا کہ یہ ایک بین الاقوامی اور بالخصوص جو بین الاقوامی سامراج کے ادارے ہیں، یہ ان کی طرف سے سازش ہے کہ کراچی کی صنعتوں کو اس قسم کے ناقص نظام سے paralyseکر دیا جائےتاکہ پاکستان کو ایک multi nationalمنڈی میں تبدیل کر دیا جائے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ graduallyوہی صورت حال بنتی چلی جا رہی ہے۔ جس وقت KESCکو nationalizeکیا گیا، اس وقت یہ کہا گیا کہ یہ سسٹم کو بہتر کریں گے۔ آپ نے آج دیکھا کہ سسٹم میں کسی قسم کی کوئی بہتر ی نہیں آئی ہے۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ 361 billion dollarsاس سسٹم میں pour inکریں گے جس سے سسٹم بہتر ہو سکے گا لیکن آپ ڈالر کو تو چھوڑیں ، انہوں نے وہ one cent بھی اس وقت تک investنہیں کیا۔ پھر جناب چیئرمین ! Rupees 40 to 50 billion have been written off by the Government of Pakistan for KESCلیکن اس کے باوجود KESC has failed to produce the required electricity. یہ ادارہ اپنے profitکو maximizeکرنے کے لئے جو ان کی full capacityہے،اس کے مطابق بھی وہ اپنی production نہیں کر رہا ہے and they are saving on the furnace oil.تو اس صورت حال میں ، میں وزیر صاحب سے جو بات پوچھنا چاہ رہا تھا ، وہ یہ ہے کہ NEPRA کا قانون موجود ہے اور NEPRAکے قانون میں یہ شق موجود ہے کہ if a utility fails to perform according to standards that have been specified by it, then they can take it over and appoint an operator.تو لہذا میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب KESCکے حالات اس نہج پر ہیں کہ ان کو اس بات پر سوچنا چاہیے کہ KESCکی privatizationکو ختم کیا جائے ۔ اسے NEPRA take overکرے اور ایک operatorوہاں پر مقرر کیا جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مشہدی صاحب۔ پروفیسر صاحب! پہلے مشہدی صاحب بات کر لیں، اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: Mr. Chairman, actually my point of order was on the same subject and it has been elucidated very well for the people of Karachi. So, I would not like to add much.

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ KESCکو جتنا جلدی ہو سکتا ہےde-privatizeکیا جائے۔ لوگوں کی جو miseriesہیں، کراچی کے لوگوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، وہ ختم کیا جائے اور یہ جو ہمارے اندھیروں کے شہزادے ہیں واپڈا والے اور minister for darkness ہیں ، وہ

اس پر توجہ دیں۔ یہ جو ہمیں بچوں کی کہانیاں رات کو سونے کے لئے سناتے ہیں، وہ سنانا بند کریں اور ہمیں حقیقت بتائیں کہ وہ اسے de-privatize کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ KESC کو ایسے ہی pamper کیا جا رہا ہے ۔ یہ کوئی sugar doll نہیں ہے کہ اس کو اس طرح pamper کیا جائے۔

جناب چیئرمین! مجھے جب بھی موقع ملا ، آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے ہر اجلاس میں یہ مسئلہ اٹھایا ہے۔ میرا تو KESC کے problems کو high light کرتے ہوئے گلا بیٹھ گیا ہے۔ مگر ایک iota بھی action نہیں لیا گیا اور الٹا ہمیں صرف کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ لانڈھی میں ان کے جو اپنے generators ہیں ، وہ ڈیزل پر ہیں اور oil پر ہیں، انہیں یہ 50% capacity پر چلا رہے ہیں ۔ انہیں special rate پر President of Pakistan کے حکم پر واپڈا additional electricity دے رہا ہے اور پھر بھی یہ زبردستی load shedding کر رہے ہیں ۔ یہ صرف اپنے profits کو enhance کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ پہلے بھی تین دفعہ prices of electricity بڑھا ئی گئی ہیں ۔ اس وقت ہماری انڈسٹری at a stand still ہو گئی ہے۔ Day to day labourers بھی آج hire نہیں کئے جا رہے ہیں کیونکہ کوئی کام ہی نہیں ہے normal business بھی نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو psychological problems ہو رہے ہیں۔ لوگوں کو psychiatric problems ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ medical problems ہو رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Mashhadi Sahib, you have made your point. Concerned minister will come and answer tomorrow.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: He must give us complete answer کہ کیا کریں گے اور کب کریں گے اور کر کے دکھائیں۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ یہ نہیں کر سکتے۔ صدر صاحب آئے تھے تو کراچی میں تین دن بجلی بند ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ جان کر کرتے ہیں اور صرف پاکستان اور کراچی کے عوام کو punish کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کیا ظلم کیا ہے، اس کی آج تک کسی کو سمجھ نہیں آ رہی۔ کبھی کوئی conspiracy ہو جاتی ہے، کبھی کچھ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد یہ بجلی بند کی جاتی ہے کہ ہمارے کاروبار نہ چل سکیں۔ ہمارے لوگ خوشحال نہ ہوں۔ ہم لوگ صحیح طرح اپنا کام نہ کر سکیں اور کراچی کے لوگوں کوجتنی بھی زیادہ سختی سے punish کیا جا سکتا ہے، کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پورے پاکستان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے مگر کراچی کے ساتھ تو ایسا سلوک کیا جا رہا ہے جیسا سلوک کوئی دشمنوں کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: after this we have to start with IDPs, IDPs پر discussions بڑی important ہیں۔ اس کے بعد we start the discussion on the IDPs.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین ! میرا مسئلہ بھی IDPs سے زیادہ سنگین ہے۔ میرا اپنا گھر تین دن سے کرفیو کے under ہے اور بنوں شہر میں کرفیو ہے۔ بنوں سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر جانی خیل میں فوجی آپریشن ہو

رہا ہے اور وہاں convoy جا رہے ہیں اور ان کی خاطر بنوں شہر میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ پرسوں تین گھنٹے کا وقفہ دیا گیا، کل بھی تین گھنٹے کا اور آج چھ گھنٹے کا۔ وہاں کاروبار معطل ہے۔ محنت مزدوری کرنے والے تین دن سے کچھ کما نہیں سکے ہیں اور نہیں معلوم کہ لوگ کس حال میں ہیں۔ کل کے اخبار کی خبر تھی کہ کرفیو کی خلاف ورزی کی پاداش میں ایک بچی اور ایک خاتون کو فوجیوں کی گولی لگی اور وہ دونوں جاں بحق ہو گئیں۔ کل مجھے معلوم ہوا کہ اسی طرح ایک دکاندار اپنی دکان کو بند کر کے بھاگ رہا تھا اور فوجیوں نے اسے گولی مار کر وہیں پر ڈھیر کر دیا۔ اس طرح کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ آپریشن کی وجہ سے جانی خیل کے جن لوگوں نے اپنا گھر بار چھوڑا ہے، وہ بھی IDPs ہیں اور وہ باہر جا رہے ہیں۔ چھ تھانوں کی حدود میں کرفیو ہے اور اس علاقے میں اعلان ہو رہا ہے کہ اگر جانی خیل کے کسی شخص کو کسی نے اپنے گھر میں پناہ دی تو وہ اپنا ذمہ دار خود ہو گا۔ جناب چیئرمین! کرچی شہباز کا علاقہ، جانی خیل سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے، وہاں تقریباً ستر افراد پر مشتمل قافلہ آیا تھا اور گورنمنٹ پرائمری سکول میں انہوں نے پناہ لی۔ ان میں چوبیس مرد ، بائیس خواتین اور چھبیس بچے تھے اور ان بچوں اور خواتین کو بھی پولیس نے وہاں سے نکال دیا کہ آپ لوگوں کو یہاں پناہ لینے کی کوئی اجازت نہیں ہے ۔ ان IDPs کو اس علاقے میں پناہ ہی نہیں مل رہی اور جناب چیئرمین صورت حال یہ ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کو کچی پولیس سٹیشن میں طلب کیا گیا۔ ان کو interrogate کر کے تین گھنٹوں بعد چھوڑا۔

جناب چیئرمین: آپ چاہتے کیا ہیں؟ یہ بتا دیجیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میرا وہاں اپنا گھر ہے۔ میری آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ جانی خیل میں جو کچھ ہو رہا ہے، میرے دوستوں نے کہا ---

جناب چیئرمین: آپ چاہتے کیا ہیں ۔ یہ بتائیے ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بنوں شہر میں ---

جناب چیئرمین: یہ آپ نے فرما دیا ہے ۔ اب بتائیے آپ چاہتے کیا ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! کل رات بنوں کینٹ سے پوری رات heavy artillery fire ہوتا رہا۔ لوگ سو نہیں سکے اور وہاں سے فائر کر کے پندرہ بیس میل دور کا علاقہ hit کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ اس ساری صورت حال میں صوبائی حکومت بھی خاموش ہے، مرکزی حکومت بھی خاموش ہے۔ یہ کارروائی مرکزی اور صوبائی حکومت کے ایما پر ہو رہی ہے یا فوج خود کر رہی ہے۔ کارروائی وہاں ہو رہی ہے اور بنوں کی یہ صورت حال ہے۔ جن جن افراد کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ ایک اخبار نے ۸۰ لکھا ہے، ایک اخبار ۱۰۰ سے زیادہ لکھا ہے کہ عسکریت پسندوں کو مارا گیا۔ کیا پتا چلتا ہے کہ گن شپ ہیلی کاپٹر جن کو مار رہے ہیں ، وہ عسکریت پسند ہیں یا نہیں اور مارٹر گولہ جس پر گر رہا ہے وہ عسکریت پسند ہے یا نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میری درخواست ہے کہ یہ آپریشن روک دیا جائے۔ بنوں کے لوگوں کو جس عذاب میں رکھا گیا ہے اور جس تکلیف میں رکھا گیا ہے، خدا را اس چیز کو ختم کیا جائے اور کم از کم وہاں کے نمائندوں سے، مولانا فضل الرحمن صاحب وہاں سے قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ وہاں

کے صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں۔ ان سے معلوم کیا جائے۔ ان سب لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ آپریشن فوراً روک دیا جائے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب آپ کی بات آ گئی ہے۔ شکریہ۔ بلور صاحب ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جی۔

جناب چیئرمین: ابھی تک IDPs پر conclude ---

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! پختونخوا کے متعلق جو بات کی گئی ہے وہ بھی بڑی ضروری ہے ۔ میں پختونخوا کہوں گا اور بار بار کہوں گا اور جس کو تکلیف ہے وہ میرے خلاف سپریم کورٹ میں جائے اور مجھے high treason میں لٹکوا دے۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو اس ڈکٹیٹر کے پاؤں میں چھ سال تک بیٹھے رہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: یہ بات غلط ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں نے کوئی اور بات نہیں کی۔ میں نے کہا پاؤں میں بیٹھے رہے۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: اس نے کہا کہ یہ آئین کاغذ کا ٹکڑا ہے، میں اسے نہیں مانتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سیمیں صاحب! پلیز آپ بیٹھ جائیے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: I say sit down, یہ کون سی بات ہے۔ میں آپ کی باتوں پر کوئی بولا ہوں؟

جناب چیئرمین: cross talk نہ کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں ان کی بات پر نہیں بولا، یہ کیوں میری بات پر بول رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: کراس ٹاک مت کریں۔ بلور صاحب! مجھے بات کرنے دیں ۔ آپChair کو address کریں ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: چیئرمین صاحب! میں Chair ہی کو address کر رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس ڈکٹیٹر کے پاؤں میں بیٹھے رہے، یا ان کے ساتھ بیٹھے رہے، ---

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں نے یہ نہیں کہا کہ ان کی گود میں بیٹھے تھے۔ یار! خدا کے واسطے، کیوں ایسی بات کرتے ہو؟ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ گود میں بیٹھے رہے، میں نے یہ کہا کہ پاؤں میں بیٹھے رہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے چھ سال گزارے۔ جب چھ سال ان کے ساتھ رہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: صبر کے ساتھ سنیں نا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جس شخص نے یہ بات کہی تھی کہ آئین ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے۔ اس شخص نے یہ بات کہی تھی۔

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے ۔ بلور صاحب اب آپ بیٹھ جائیے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: پختونخوا ہمارا صوبہ ہے۔ ہم بار بار کہیں گے، جس کا جی چاہے، جس کو تکلیف ہے، جو کچھ کوئی کرنا چاہے، اس میں وہ آزاد ہے۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب پلیز ۔ آپ کی بات آ گئی ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! آپ اس کا نوٹس لیں ۔ آئین کے پاسبان، آئین توڑنے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا پلیز آپ بیٹھ جائیے۔ مندوخیل صاحب one minute only- ایک دو منٹ میں آپ ختم کریں ۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: آپ مہربانی کریں۔ ایسی بات جب بار بار کرتے ہیں۔ پختونخوا ہماری سرزمین کا نام ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سیمیں صاحبہ پلیز آپ خاموش رہیے۔ آپ اپنی بات کر چکی ہیں، اس لیے آپ خاموش رہیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! پاکستان کا آئین سن تہتر میں بنا۔ اس سے پہلے بھی ان علاقوں کے اپنے نام تھے۔ یہ پنجاب تھا، یہ سندھ تھا، یہ بلوچستان تھا، یہ پختونخوا تھا۔ آپ لائبریری میں جا کر پڑھ سکتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ذرا بات تو سنیں ۔

جناب چیئرمین: آپ سنیں تو سہی۔ آپ جواب دے دیجیے گا۔ آپ بیٹھ جائیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ سے مخاطب ہوں۔ ان کو ذرا کہہ دیں۔ آپ مہربانی کریں۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب وہاں ہزارگنجی رحمان بابا کی قبر ہے۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! آپ کے پاس دو منٹ ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب وہ پشتو کے ہمارے بہت بڑے رائٹر تھے۔ وہ کس سن میں گزرے ہیں؟ ایک ہزار پانچ سو چھبیس، ایک ہزار پانچ سو تیس، چالیس۔ ان سالوں میں وہ بار بار پختونخوا کہتے ہیں۔ سرزمیں پختونخوا۔ خوشحال خان خٹک وہ مشہور شخص ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر اقبال صاحب کہتے ہیں کہ میں بہت سی چیزوں میں ان کی پیروی کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے مندوخیل صاحب! آپ کی بات آ گئی۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ آئین پر عمل کیا ہے۔ جناب والا ایک اور بات۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please Baloch Sahib sit down.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ مہربان ایک اور بات بھی کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ضلع ہزارہ کے باشندے کون ہیں وہ جانتے ہوں تو بتا دیں؟ ترین ہیں، جدون ہیں، مشوانی ہیں یا دوسرے ہیں۔ یہ pure پشتون ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ یہاں pure, impure کا مسئلہ نہیں ہے، وہ absolute majority ہیں بلکہ میں یہ لفظ استعمال کروں---

جناب چیئرمین: اچھا مندوخیل صاحب ٹھیک ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ البیرونی نے اپنی کتاب"الہند" میں لکھا ہے، یہاں لائبریری ہے، وہاں جا کر پڑھ لیں۔ کتاب "الہند" میں لکھا ہے کہ کشمیر، راجوڑی سے افغان بیلٹ شروع ہے سندھ تک۔ آپ کتاب "الہند" میں پڑھیں یہ الفاظ ہیں۔ یہ ہماری سرزمین ہے، اگر ہم اپنی سرزمین کا نام لیں---

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے مندوخیل صاحب، ہو گیا۔ مندوخیل صاحب please, I will have to close down the mike. Mandokhail Sahib, I will have to close down the mike. اب آپ مائیک بند کر دیں---

(اس موقع پر سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب کا مائیک بند کر دیا گیا)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے مائیک بند کر دیا۔ مندوخیل صاحب، اب آپ please بیٹھ جائیے۔ Thank you. Now we are starting the discussion. حسیب صاحب، please discussion start کریں۔ صابر صاحب، ہو گیا، اب آپ بیٹھ جائیے۔ صابر صاحب، آپ بیٹھ جائیے ۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! ہم چار دنوں سے بات کر رہے ہیں---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کی بات صحیح ہے، انہوں نے جو President Sahib کی بات کی ہے، جو موجود نہیں ہیں، وہ expunge کر دیا گیا ہے۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ the person who is not present, اس کے بارے میں---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ آپ please بیٹھ جائیے۔ That has been expunged. چلیے جی۔ حسیب صاحب، آپ start کیجیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حسیب صاحب، آپ بات کیجیے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! ہم IDPs کی بات کر رہے ہیں لیکن چار دنوں سے یہاں جو ماحول دیکھ رہے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ ہم IDPs کے حوالے سے کوئی بات کر رہے ہیں۔ یہ جو ہم آج دیکھ رہے ہیں یہ باسٹھ سالوں سے ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے؟ یہاں پر دو طاقتیں ہوتی ہیں، ایک حکومت کی طاقت ہوتی ہے، دوسری Opposition کی طاقت ہوتی ہے۔ یہ دونوں آپس میں جھگڑے کرنے کے بعد فوج کو لے کر آتی ہیں---

جناب چیئرمین: سیمیں صاحبہ، اب آپ please بیٹھ جائیے۔

Further Discussion on the Motion Regarding Swat Situation and IDPs.

سینیٹر عبدالحسیب خان: اور پھر اس کے بعد آ کر فوج کو گالیاں بکتے ہیں تو ہم یہ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اٹھارہ فروری کو پاکستان کی قوم نے ایک mandate دیا، بھرپور mandate دیا اور ایک حکومت قائم ہوئی لیکن آپ دیکھیں کہ پھر وہی رویہ کہ ایک طاقت حکومت کو بچانے والی، ایک طاقت حکومت کو گرانے والی، اٹھارہ فروری کے بعد پھر رسہ کشی شروع ہو گئی۔ ہم پاکستان کو کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ دیکھیے IDPs کا مسئلہ بہت آسان ہے، اس کو حل کیا جا سکتا ہے لیکن خدا کے واسطے اس کے لیے ہمیں سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہیے۔ میں جناب چیئرمین! ایک بات جانتا ہوں کہ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں، یہ سب مسلمان ہیں۔ یہ سب خدا کو مانتے ہیں۔ سب رسول کو مانتے ہیں۔ سب قرآن کو مانتے ہیں لیکن جناب چیئرمین! اللہ کو مانتے ہیں، اللہ کی نہیں مانتے۔ قرآن کو مانتے ہیں، قرآن کی نہیں مانتے، پیغمبر کو مانتے ہیں، آنکھوں کو چومتے ہیں لیکن پیغمبر کی نہیں مانتے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں ثابت کر سکتا ہوں، قرآن کی دو آیتیں ہیں جن سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا ہوا ہے۔ (عربی) منافقین جہنم کے نچلے ترین درجے میں ہوں گے۔ کیا ہم منافق نہیں ہیں؟ ہم بات کس کی کر رہے ہوتے ہیں، بات کہاں لے جاتے ہیں۔ بات IDPs کی، کسی غریب کی، روٹی کی بات ہوتی ہے، ہم باتیں کیا کر رہے ہوتے ہیں؟ پچھلی حکومتوں کے گڑے مردے اکھاڑ رہے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری آیت جس کی ہم خلاف ورزی کرتے ہیں۔ قرآن کی آیت ہے (عربی) یہ قرآن کی آیت ہم لوگوں کے لیے ہے۔ قرآن کی یہ آیت IDPs کے حوالے سے آئی ہے کہ آپس میں مشاورت کرو۔ (عربی) اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ پھر اس پر قائم رہو، فیصلہ کرو۔ مشاورت کرو، فیصلہ کرو، اس پر قائم رہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ پھر ہم پر بھروسا کرو۔ (عربی) تو پھر ہم ایسے متوکلین کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ چاہتے ہیں کہ IDPs کا مسئلہ حل ہو جائے تو اس کی صرف دو صورتیں ہیں، منافقت چھوڑ دیں، خدا کے واسطے ساری پارٹیاں، سارے علمائے کرام، سارے سیاستدان،چاہے مذہبی ہوں، سب کو ایک قوم بنا کر لے جائیے، IDPs کے مسئلے حل ہو جائیں گے، یہ individual کے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ حکومت کے ساتھ یہ ذمہ داری opposition اور مذہبی جماعتوں کی بھی ہوتی ہے کہ سب مل کر کام کریں۔

میں کراچی کے حوالے سے ایک آخری بات کہنا چاہتا ہوں، یہاں اتنی باتیں ہو رہی تھیں، سینیٹ والوں کو یہ پتا ہی نہیں ہے، جناب چیئرمین! میں درخواست کروں گا، کائرہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کائرہ صاحب کی معیت میں آپ ایک کمیٹی form کیجیے۔ ان کو کہیے کہ یہ کراچی جائیں، میں ان کو کراچی کا دورہ کراؤں گا۔ پورے کراچی میں، ہر بستی میں لوگ زمینوں پر قابض ہو گئے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ جو بھی آئے، اس کو آنے دیجیے۔ وہاں کوئی زمین باقی نہیں رہی، ساری زمین پر لوگ ایک سال کے اندر قابض ہو گئے ہیں۔کراچی کے لوگوں نے ہمیشہ مدد کی ہے، وہ آج بھی مدد کر سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ رشتے کیا ہوتے ہیں اور رشتوں کی تمیز کیا ہوتی ہے۔ جانوروں کو تمیز نہیں ہوتی، ہمیں ہے۔ ہم نے پاکستانیوں سے محبت کی ہے۔وہ چاہے کسی علاقے کے ہوں، بلوچستان کے ہوں پٹھان ہوں، ہم نے ہر وقت ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمارے صرف دو مسئلے ہیں۔ اگر کسی طرح سے ان سب کو ایک جماعت بنا لیں تو اس کے بعد یہ جو ہمارا فوری مسئلہ آ گیا ہے، اس کو حل کر سکتے ہیں۔جب تک ہم سب ملیں گے نہیں، اس طرح ہی باتیں کرتے رہیں گے، گڑے مردے اکھاڑتے رہیں گے اور پچھلی حکومتوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محمد ادریس صاحب۔

سینیٹر محمد ادریس خان صافی: جناب چیئرمین! میرا تعلق فاٹا مہمند ایجنسی سے ہے اور میں جناب صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور چیف آف آرمی سٹاف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی بدولت ہمارا علاقہ مہمند ایجنسی آپریشن سے clear ہوا ہے۔ آپریشن ٹھیک اور صحیح سمت میں چل رہا ہے اور اگر اسی طرح یہ آپریشن جاری رہا تو انشاء اللہ بہت جلد یہ علاقہ شرپسندوں سے clear ہو جائے گا۔

(اس موقع پر سینیٹر الیاس احمد بلور اور سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی نے مصافحہ کیا)

جناب چیئرمین: یہ جو آپ نے ہاتھ ملا لیا ہے، کیا پختونخواہ کو accept کر لیا ہے؟ ابھی تو آپ لڑ، جھگڑ رہے تھے۔ جی یہ دیکھیے، مجھے لگتا ہے آپ کا اور سیمیں صدیقی صاحبہ کا معاہدہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: انہوں نے ہاتھ بڑھایا ہے، آپ گواہ ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیے میں دیکھ رہا ہوں اور press بھی دیکھ رہا ہے۔

سینیٹر محمد ادریس خان صافی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں ہفتے کے دن اپنی قوم کے مشیران کے ہمراہ اپنے علاقے کا دورہ کر چکا ہوں۔ وہاں جا کر وہاں کی حالت زار دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ وہاں سکول، ہسپتال، سڑکیں، لوگوں کے گھر سب کچھ مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ لوگوں کے پاس سر چھپانے کے لیے جگہ نہیں ہے اور وہ کھلے آسمان کے نیچے مدد کے طلبگار ہیں۔ وہاں تعلیم، خوراک، پینے کا صاف پانی اور transportation بنیادی مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! میں صدر پاکستان، وزیر اعظم صاحب اور آپ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ صافی قوم ، مہمند ایجنسی کے لوگوں کی جلد از جلد بحالی اور ان کے لیے زندگی کی بنیادی ضرورتوں خوراک، پینے کا پانی اور رہائش کا فوری بندوبست کیا جائے تا کہ وہاں کے حالات معمول پر آ سکیں اور دوبارہ خراب نہ ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ تین، چار دنوں کے بعد آخر آپ کی نظر مجھ پر پڑ ہی گئی اور میری بات آ گئی۔ اس وقت قوم پر بہت المیے کا وقت ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت پختونخواہ، پنجابیوں اور سندھیوں کی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ہمارے ملک میں ایسے المیے پہلےبھی ہو چکے ہیں، ان چیزوں پر بحث ہی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم تو ایک گھر کے افراد ہیں۔ میں ایک قصہ سنانا چاہتی ہوں، تھوڑا وقت لوں گی، ویسے چار، پانچ دنوں کے انتظار کے بعد آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید:نہیں، نہیں میں آپ سے کہہ رہی ہوں، میں ان کے لیے کہہ رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، جی۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: بلور صاحب اور ان کے لیے کہہ رہی ہوں کہ یہ اتنی چھوٹی سی بات پر بحث کر رہے ہیں اور آپ یہ دیکھیں کہ ملک کے حالات کہاں جا رہے اور یہ کیسے بات کر رہے ہیں حالانکہ پنجابی بھی کہلاتے ہیں، سندھی بھی کہلاتے ہیں، بلوچستان والے بلوچی بھی کہلاتے ہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ ایک بہت بڑےسیاستدان ہیں، میں یہاں پر ان کا نام نہیں لوں گی کہ ان کےگھر کوئی گئی تو ان کا اپنی بیوی سے کوئی جھگڑا ہو رہا تھا۔ وہ جو کام لے کر گئی تھی، وہ کافی دیر بیٹھے رہی تو جب تھوڑی دیر کے بعد میاں بیوی کی بحث ختم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کس کام کے لیے آئی تھیں تو اس نے کہا کہ میں تو اپنا کام لے کر آئی تھی لیکن آپ کا اپنا جھگڑا ہی ختم نہیں ہو رہا، آپ نے میرا جھگڑا کیا ختم کرنا ہے۔ انہوں نے سوات والوں کا کیا کرنا ہے، یہ تو اپنے گھر کے افراد ہو کر آپس میں لڑ رہے ہیں، اگر وہ سوات والے سنیں تو وہ کہیں گے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر حکومتیں غلطیاں کرتی ہیں، غلطیاں سب حکومتوں کی ہوتی ہیں اور لوگ بھگت رہے ہیں اور عوام بھگت رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ سوات والےان حکومتوں کی غلطیوں سے آج یہ سزا بھگت رہے ہیں کہ وہ دربدر ہو گئے ہیں۔ آپ وہاں جا کر دیکھیں، آپ کو کوئی ایسا مرکزی camp نظر نہیں آئے گا کہ جہاں ایک platformپرسب پارٹیاں اکٹھی ہو کر جائیں اور وہاں پر سامان بانٹیں، کسی کو پتا چلے کہ کیا چیز کونسی پارٹی لائی ہے۔ اپنی publicity کے لیے trucks کھڑے ہیں، وہ اپنے لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ یہ الٹا دیں، کسی کوپتا نہیں ہے کہ کس کو کیا ملا ہے۔ میں نے حکومت کا کوئی camp ایسا نہیں دیکھا، لوگ دینا چاہتے ہیں کہ کوئی حکومت کے ذمہ دار لوگ بیٹھے ہوں لیکن وہاں پرکوئی نہیں بیٹھا۔Minister صاحب نے تو بہت دنوں سے کہا ہوا ہے لیکن وہ غلط بیانی بڑے طریقے سے کرتے ہیں تو ہم لوگوں نے کہا کہ بجلی پہنچ گئی ہے لیکن جب ہم پنکھوں کے لیے دو دفعہ گئے تو اس وقت تک بجلی نہیں گئی تھی لیکن وہ خوبصورتی اور confidence سےغلط بیانی بھی کرتے ہیں لیکن شکر ہے کہ آج جو لوگ گئے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا ہے کہ بجلی پہنچ گئی ہے اور وہاں پر سب کیمپوں میں پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم ان کے دکھ میں شریک ہیں لیکن اپنے جھگڑے ختم کر دیں، مرکزی camp بنے اور سب پارٹیاں اکٹھی جائیں، ان پر یہ impression ہو کہ

ہمارے دکہ میں ہر پارٹی اکٹھی ہے اور وہ جاتی ہے، چاہے پشاور کے لوگ ہیں، چاہے پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں، عوامی لیگ کے لوگ ہیں، کوئی بھی لوگ ہیں، مسلم لیگ کے لوگ ہیں، میں کہتی ہوں کہ ان سب کو اکٹھا ہونا چاہیے۔

میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں اور آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ 8 اکتوبر 2005 کو پاکستان میں اسی طرح کے حالات آئے تھے، وہ زلزلے کا بہت بڑا حادثہ تھا جس میں لاکھوں لوگ بےگھر ہوئے تھے تو انہوں نے دو ادارے بنائے تھے، ایک جس کا پل بنانے کا ذکر کر رہے ہیں،NDMA and ERRA تھے۔ ERRA نے وہاں پر بہت کام کیا اور compensation بھی دی اور ان لوگوں کوrehabilitate بھی کیا ۔ انہوں نے وہاں پر بہت سے فالتو،عارضی طور پر گھر بنا کر دیے تھے۔ وہ گھر ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہیں، انہوں نے جب compensation دی تھی تو لوگوں نے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان مشکل حالات کے لیے یہ دو محکمے بنے تھے، ERRA تو آزاد کشمیر میں اپنا کام کر رہا ہے لیکن یہ جو NDMA ہے جو ایک پل بنا کر توڑ چکا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ Prime Minister Secretariat میں انہیں کیوں پالا جا رہا ہے، ان کو بجلی کے bill ملتے ہیں، ان کو سوئی گیس کے bill ملتے ہیں، ان کو گھروں کے کرائے ملتے ہیں، ان کو گاڑیاں ملی ہوئی ہیں، ان کو petrol ملتا ہے اور جنہوں نے CSS کیا ہوا ہے یا جو officers ہیں، ان کو ان سے دگنی تنخواہ ملتی ہے۔ مجھے Minister صاحب یہ جواب دیں جو وہاں Prime Minister Secretariat کے incharge ہیں کہ ان پر کتنا خرچہ آتا ہے اور انہوں نے اب تک کیا کام کیا ہے، یہ کام کیا ہےکہ وہ پل ٹوٹ گیا ہے جو پل انہوں نے contract پر دیا تھا ۔ انہوں نے compensation کے لیے یہ محکمے رکھے ہوئے تھے کہ کوئی ایسا وقت پاکستان پر آ جائے تو یہ لوگ اس میں اپنا اہم role ادا کریں گے۔ مجھے افسوس ہوتا ہےکہ ان کو حکومت کیوں پال رہی ہے اور یہاں آ کر Minister حساب دیں کہ ان کا سال کا خرچہ کتنا ہے جو اس وقت نظر نہیں آئے نہ ERRA والےنظر آئے ہیں اور نہ NDMA والے نظر آئے ہیں تو وہ کہاں ہیں، اگر یہ عوام نے کرنا ہے تو آپ ان کوکیوں خرچہ دے رہے ہیں-Prime Minister Secretariat میں air-conditioned offices میں صرف مراعات لینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہتی ہوں کہ یہاں پر Prime Minister Secretariat کے وزیر آ کر حساب دیں کہ ان کا کتنا خرچہ ہے، ان پر اتنے اخراجات آ رہےہیں اور جو وہاں پر گھر ہیں، وہ فالتو ہو گئے ہیں، وہ گھر ان لوگوں کو دیں۔ اس لیے کہ آگے موسم کیسا ہو اور یہ کب تک گھر جائیں گے، انہوں نے compensation بھی لے لی اور ان کے گھر بھی بن گئے ہیں، وہ گھر لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ERRA سے کہیں اور لوگ اپنے طور پر رابطہ کریں اور وہ گھر ان لوگوں کو compensation میں دیں جب تک یہ واپس نہیں جاتے،سردیاں بھی آ ئیں گی یا موسم بدل بھی گیا تو کم از کم وہ اپنے گھروں میں تو ہوں گے، ان کا کچھ نہ کچھ تو ہو گا۔

میں دوسری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک تو ان سب کا حساب لیا جائے اور انہیں secretariat میں بٹھا کر پالا جا رہا ہے، ان کا بھی حساب لیا جائے، ہاں پالا جا رہا ہے، میں تو یہی کہوں گی جب کام کوئی نہیں کرتے تو پالا ہی جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں جی بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: نہیں جی میں ابھی اور کہنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا۔
سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کی مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی آپس میں coordination ہونی چاہیے اور یہ coordination ہو کہ یہ چیزیں جہاں جہاں گئی ہیں، ان کے حساب کتاب کاانہیں پتا ہونا چاہیے کہ کوئی کدھر دیتا ہے، کوئی کدھر دیتا ہے، کسی کے پاس زیادہ جاتی ہیں اور بہت ساری چیزیں ابھی store room میں پڑی ہیں۔ ہر پارٹی کے لوگوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں، اللہ جانے وہ کب دیں گے اور کسی وقت ان کے پاس کئی چیزیں پہنچتی ہیں اورکسی کے پاس نہیں پہنچتی، میں یہ بھی آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔ آپ اگر اس میں ثواب کمانا چاہیں تو آپ ہی coordinate کر کے وہاں کوئی مرکزی camp بنائیں جس میں ساری چیزیں ہونی چاہییں اور اگر camp office نہ بنا تو یہ confusion رہے گی۔ اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ ہم Senate میں آواز اٹھاتے ہیں کہ سب اکٹھے ہو کر یہ کام کریں۔
میں اور بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ان ہنگامی حالات میں پانی کا ضرور بندوبست کریں،sanitation and sanitary کا بندوبست بھی کریں، ان کے لیے schools and hospitals بہت ضروری ہیں کیونکہ جب برسات کا موسم آئے گا تو بیماری پھیلے گی۔ میں میاں نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں، یہ نہیں کہ میں ان کی پارٹی کی ہوں، انہیں hit list پر رکھا گیا، انہیں ایجنسیوں نے منع کیا لیکن وہ دو دفعہ وہاں گئے ہیں۔ وہ ہمارے leader ہیں ، انہوں نے اپنا حق ادا کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کے پنجاب Government بھی مبارکباد کی مستحق ہے، اس نے سوات کواپنا علاقہ سمجھا ہے، یہاں پر بحث ہو رہی ہے لیکن وہ پاکستان کا حصہ ہے، وہ بھی کلمہ گو ہیں اور ہمارے بہن بھائی ہیں۔ انہوں نے وہاں پر اس طرح مدد کی ہے، میں اس پر میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور اسحاق ڈار کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ یہاں پر ارب پتی،mill مالکان اور minerals والے لوگ بیٹھے ہیں اور diamond کے کاروبار والے بیٹھے ہیں، میں کہتی ہوں کہ انہوں نے 5 کروڑ روپے کی رقم دے دی ہے، یہ ہمارے اس Senate کو credit جاتا ہے کہ ایک Senator چاہے وہ کسی بھی پارٹی کا ہے، اس نے 5 کروڑ روپے کی رقم دی، یہ دل کی بات ہوتی ہے، میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں،چاہے کسی بھی پارٹی سے ہیں، انہوں نے Senate کا سر اونچا کیا ہے اور 5 کروڑ روپے کی رقم دی ہے۔ میاں صاحب نے سب اپنے Senators and MNAs کو خط لکھے ہیں اور ہم دیں گے، انہوں نے سب سے کہا ہے کہ آپ 5, 5 لاکھ روپے دیں، مردوں کو بھی لکھا ہے اور عورتوں کو بھی لکھا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ دیں گے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ خدا کے لیے انہیں کہیں کہ اپنی لڑائیاں ختم کر کے اس پر نظر رکھیں اور وہاں جا کر مدد کریں، جو time یہاں پر لڑائیوں میں گزارتےہیں، پختون، پنجابی اور سندھی یہ چیزیں ہم میں نہیں ہونی چاہییں، ہم پاکستانی ہیں اور ایک قوم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ایک ہی رکھے۔ پہلے ہی آدھا پاکستان چلا گیا، اس کا ہمیں دکھ ہے تو اب اس پاکستان کو خداکے لیے بچا کے رکھیں۔ بلوچستان کے حالات بھی ایسے ہیں، کوئی ایسی باتیں نہ کریں جس سے کسی دوسرے کا دل دکھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو آدھا پاکستان رہ گیاہے، وہ مضبوط پاکستان بنے اور ایک ہی رہے تو میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ ان چیزوں پر چاہے ہماری بہنیں

ہیں، چاہے ہمارے بھائی ہیں کوئی بھی اس پر بحث نہ کریں، ہمارے لیے سب قابل عزت ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you Begum sahiba.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: چاہے پختونخواہ ہیں، ہم ان کے لیے بھی خوش ہیں، چاہے بلوچی ہیں، چاہے پنجابی ہیں، چاہے سندھی ہیں، ہم ان سب کو سلام کرتےہیں کیونکہ مشکل حالات میں سب ایک ہیں اور پاکستانی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ملک اس وقت تاریخ کے سب سے بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ملک کے اس اعلیٰ ادارے میں پائی جانے والی صورتحال پر بحث کروائی ہے اور مجھے بھی اس کا موقع دیا ہے کہ میں بھی یہاں پر IDPs اور سوات کے issue پر اپنے خیالات پیش کر سکوں۔

جناب والا! IDPs، سوات issue اور مالاکنڈ پر جو صورتحال develop ہوئی ہے، ملک ایک دن میں اس صورتحال پر نہیں پہنچا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پاکستان پیپلزپارٹی کی شہید چیئرپرسن محترمہ بےنظیر بھٹو پہلے ہی اپنی زندگی میں ان visions کا اظہار کر چکی تھیں،جب وہ پاکستان تشریف لے کر آئیں تو انہوں نے سوات میں پیدا ہونے والی آج کی صورتحال کا اس وقت اپنی تقاریر میں ذکر کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ سوات کو بھی بچائیں گے اور پاکستان کو بھی بچائیں گے۔ آج جو صورتحال ہے اس کا تعلق پاکستان کے مستقبل کے ساتھ ہے، اس کا تعلق پاکستان کے عوام کے ساتھ ہے، اس کا تعلق پاکستان کے نظام کے ساتھ ہے۔ شہید محترمہ بےنظیر بھٹو نے جب یہاں پر دہشتگردی کے خلاف اور اس صورتحال پر بات کی تو ایک مخصوص سوچ رکھنے والے لوگ اس بات کا ادراک نہ کر سکے۔ شہید محترمہ بےنظیربھٹو کی جب یہ تقاریر سامنے آئیں اور انہوں نے اپنے خیالات پیش کیے تو انہیں یہ کہا گیا کہ یہ جنرل پرویزمشرف کی حمایت کر رہی ہیں لیکن حالات و واقعات نے شہید محترمہ بےنظیربھٹو کو دنیا کی سیاسی تاریخ میں اتنا بڑا مقام دے دیا کہ وہ لوگ جو یہ بات کہہ رہے تھے آج ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں۔ شہید محترمہ بےنظیربھٹو نے دہشتگردی کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے لیے پیش کر دیا۔

جناب چیئرمین! یہ جو صورتحال develop ہوئی اور جس صورتحال میں شہید محترمہ کو قتل کیا گیا اس میں دو چیزیں بنیادی factor کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ یہ جو ٹارگٹ تھا اور جو ٹارگٹ اب بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں، international mafia اور دہشتگردوں کا ٹارگٹ ہمارے ملک پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے۔ جب شہید محترمہ کے ٹرک پر پہلا بم پھینکا گیا اس وقت اور آج بھی ٹارگٹ یہی تھا کہ پاکستان میں جمہوریت کو ختم کیا جائے۔ آپ دیکھیں کہ پاکستان پیپلزپارٹی نے تمام تر قربانی کے باوجود اپنے ہوش و حواس کو پاکستان کی بقا کے لیے قائم رکھا، پاکستان پیپلزپارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی۔ پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین جو اس وقت پاکستان

کے صدر بھی ہیں، انہوں نے اس وقت پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا اور ملک میں جو امن و امان کی صورتحال خراب ہوئی تھی اس کو قابو میں کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلزپارٹی نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان بھی کیا لیکن یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ یہاں پر کئی ایسے لوگ ہیں جو حالات کا ادراک نہ کر سکے، معاملے کی sensitivity کو calculate نہ کر سکے، سیاست کے رموز کو نہ سمجھ سکے اور پاکستان کے معروضی حالات کو سمجھنے میں ناکام رہے۔ کئی ایسے راہنما تھے جنہوں نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا اور نہ صرف بائیکاٹ کیابلکہ اس کے بعد تسلسل کے ساتھ یہاں پر منفی رجحانات اور میڈیا کے ذریعے اور جو بھی platforms یا forum ان کے پاس تھے ان پر propaganda کیا اور خوامخواہ اپوزیشن برائے اپوزیشن کا آغاز کیالیکن پاکستان پیپلزپارٹی کی گورنمنٹ نے اپنا balance اور ریکارڈقائم رکھا۔ پاکستان پیپلزپارٹی کے پاس options تھے اور جو لوگ کہتے تھے کہ شہید محترمہ بےنظیربھٹو پاکستان میں یہاں کے dictator پرویز مشرف کی حمایت کرنے کے لیے آ رہی ہیں، ان کی قربانی کے بعد ان کی زبانیں بند ہو گئیں۔ آپ بعد کا بھی ریکارڈ دیکھیں کہ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان پیپلزپارٹی کے شریک چیئرمین سے جب یہ کہا کہ چاروں صوبوں میں حکومتیں بنا لیں، مرکز میں بھی حکومت بنائیں اور ہم سے مل جائیں تو ہم نے اس فارمولے کو reject کر دیا اور یہاں پر پاکستان پیپلزپارٹی نے consensus کی politics کی ۔ شہید محترمہ بےنظیر بھٹو نے اپنی سیاسی فلاسفی کے تحت مفاہمتی reconciliation کی سیاست کا آغاز کیا اور جمہوری طاقتوں سے مل کر یہاں پر مخلوط حکومتیں قائم کیں اور دوسری طرف دہشتگردی کے خلاف جنگ کو جاری رکھا۔

جناب والا! یہاں پر شدت پسندی نے جو انتہائی سنگین شکل اختیار کی ہے اس کی کئی لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی۔ پاکستان پیپلزپارٹی میں لچک پائی جاتی ہےاور یہ بات تاریخی طور پر درست ہے کہ یہ کہا گیا کہ آپ dialogue کریں۔ جب ہم نے صوفی محمد کے ساتھ dialogues کیے اور عدل کا معاہدہ کیا تو پھر کہا گیا کہ یہ معاہدہ کیوں کیا، اس کی کیا ضرورت تھی۔ پہلے کہتے تھے کہ action کیوں نہیں کرتے، پھر action کیا تو کہتے ہیں کہ جی action کیوں کرتے ہیں۔ میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کرتا ہوں کہ یہاں پر متعدد اراکین نے بات کی اور تقریباً IDPs پر سب کی مشترکہ رائے ہے کہ بھرپور طریقے سے ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہےلیکن میری ایک عرض سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں سن رہا ہوں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: آج جو یہاں پر الیاس بلور صاحب نے کہا ہےit's very important کہ یہ ملک کی سالمیت کا سوال ہے، اس کا تعلق ملک کے مستقبل کے ساتھ ہے۔ جناب! سمجھ نہیں آرہی کہ یہاں پر جو بہت بڑے leaders ہیں، یہاں پر state within state قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کئی لوگ اس بات کو ماننے کو تیار نہیں۔ مجھے یہاں پر PEMRA کے ایک آدمی نے بتایا کہ PEMRA کے80 FM Radio Stations چھوٹے چھوٹے علاقوں کو cover کر رہے تھے جو کہ وہاں پر منفی propagation کر رہے تھے، اس کو انہوں نے بند کیا۔ انہوں نے وہاں کی provincial government کواس کا اثر دور کرنے کے لیے دو FM دیئے۔ IDPs کے تمام کیمپوں میں ٹیلیویژن اور سکرینیں لگائی گئی ہیں ۔ یہ کیا ہے ، جن لوگوں کے اپنے

ریڈیو اسٹیشن ہیں، جن لوگوں کے پاس ہم ہیں، جن لوگوں کے پاس وہاں پر جدیدترین اسلحہ ہے جو کہ شاید ہماری افواج کے پاس بھی نہ ہو، what is this? یہ پاکستان کو ختم کرنے کے لیےattack نہیں ہے تو what is this? اور اگر یہی ہے تو پھر ہم سب کو مل کراس کا مقابلہ کرنا ہے what is the lesson from the history. Mr. Chairman, I can quote several examples from the history. میرے پاس کئی چیزیں ہیں جو کہ میں پیش کر سکتا ہوں لیکن میں ایک مثال یہاں پر پیش کروں گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی چائنا معرض وجود میں نہیں آیا تھا اور جب وہاں پر ماؤزے تنگ لانگ مارچ کر رہا تھا تو دوسری طرف چنگ گائی شیک کے ساتھ اس کا ٹکراؤ تھا، فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ چین میں اندرونی طور پر جنگ دونوں طرف سے جاری تھی اور چین کی سلامتی خطرے میں تھی۔ اس دوران جاپان نے حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری تو سرزمین ہی جا رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم بعد میں نپٹیں گے اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کر لیا اور دونوں نے مل کر شکست دی اور پھر ایک نے تائیوان میں حکومت بنا لی ۔ آج چائنا دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہےجو مخالفین ہیں ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی بڑی لچکدار پارٹی ہے، ہم یہاں حکومت میں بیٹھے ہیں ، یہاں پر ہم ایک coalition حیثیت میں بیٹھے ہیں، ہمارے ساتھ دوسری سیاسی پارٹیاں بھی بیٹھی ہیں جن کے شاید سیاسی خیالات ہم سے نہ ملتے ہوں لیکن جہاں تک ملک کی سلامتی کا سوال ہے، جہاں تک آنے والی نسلوں کا سوال ہے، جہاں پر غریب لوگوں کے مسئلے مسائل حل کرنے کا سوال ہے تو ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کو خواہ انہوں نے انتخابات میں حصہ لیا ہے یا نہیں سب کو اکٹھا ہونا چاہیے اور یہاں پر پاکستان کو develop کرنے کے لیے ، پاکستان کو reorganize کرنے کے لیے سب کو مل کر مشترکہ لائحہ عمل بنانا چاہیے۔ جہاں تک IDPs کا سوال ہے،جب وہاں پر فتح ہو گی تو اس میں سب سے پہلے جو مسئلہ IDPs کے حوالے سے آئے گا وہ ان کی بحالی کا ہےپاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور ان کے جو اتحادی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لیے کس طرح کا سٹرکچر ہو ، کیسے ان کو یہاں پر آباد کیا جائے ؟ یہاں پر آباد کرنے کے لیے International Think Tank کہتا ہے کہ پچاس ارب ڈالر ز کی ضرورت ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی تمام چیلنجز کو قبول کرتے ہوئے عزم کے ساتھ آگے بڑھے گی اور سب ساتھ آگے چلیں گےتو IDPs کی نہ صرف وہاں پر واپسی ہوگی ، ان کی بحالی ہوگی، وہاں سکول بنیں گے، کالج بنیں گے، buildings بنیں گی، کاروبار ہوگا، چیمبر آف کامرس بھی بن سکتا ہےاور دنیا کی بڑی trade کا مرکز بھی بن سکتاہے جو پہلے صرف سمگلنگ کا مرکز کہلاتا تھا۔

جناب چیئرمین، تاریخ کا یہ ایک بڑا موقع ہے اور پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو یہ موقع گنوانا نہیں چاہیے میں سمجھ رہاہ ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو conclude کروں میں نہیں چاہتا، آپ میری عزت کرتے ہیں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ جب بھی میری طرف دیکھیں گے ، اشارہ ہوگا یہی میرے لیے کافی ہے ۔آج اتنا ہی کافی ہے .Thank you very much لیکن ایک بات کہہ دوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی IDPs کی بحالی ، ان کے مستقبل ، پاکستان کے مستقبل اور غریب لوگوں کی بھلائی اور سب کے ساتھ consensus کرنے کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

جناب چیئرمین: .Thank you Jhangir Badar Sahib ڈاکٹر بلیدی صاحب ذرا وقت کم ہے پانچ منٹ کے اندر ختم کریں۔ جی ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر مجھے بولنے کی اجازت دے دی۔میں ایک شعر پڑھتا ہوں۔

اپنی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

جناب چیئرمین، یہ جو سوات کامعاملہ ہے اور اس کے علاوہ پاکستان میں دہشت گردی کا overall کراچی، بلوچستان، لاہور، اسلام آباد کا معاملہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ آج کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے مشرف صاحب کا آٹھ سالہ دور تھا، ان کی حکومت تھی تو اس وقت اگر وہ اس بات پر غور کرلیتے کہ امریکہ والے جو مدد کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں، اس کے لیے کوئی طریقہ کار وضع ہوتا لیکن انہوں نے آنکھیں بند کرکے پاکستان کے ائرپورٹ اور پاکستان کی فضائی اور زمینی مدد دے دی ۔ وہ ڈالر بھی لیتے رہے اور طالبان یا مجاہدین کو ساتھ ساتھ funding بھی کرتے رہے۔ وہ خود ان کی training بھی کرتے رہے۔ یہ دہشت گرد یا طالبان اچانک کیسے پشاور، کراچی ، لاہور پورے ملک میں کس طرح پہنچ گئےکیا پشاور بارڈر ہے؟ یہ ہمارے ادارے کہاں تھے؟ ہماری ایجنسیاں کہاں تھیں؟ ہماری فوج کہاں تھی۔ آج آپ یہ سمجھ رہےہیں کہ یہ جو حالات ہیں سوات میں ، دہشت گردی کی ہر کوئی مخالفت کرتا ہےہماری جمعیت العلمائے اسلام بھی اس کی بھرپور مذمت کرتی ہے لیکن یہی جو طالبان تھے،ڈاکٹر نجیب اللہ کی روس کےساتھ جب جنگ جاری تھی تو اس وقت اسامہ اور ملاعمر کا نام مجاہد تھا۔ یہ طالبان اور القاعدہ کی ایجاد کب سے ہوئی ہے؟ یہ کیوں ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بلوچستان میں بھی یہ خطرہ ہے کہ ڈرون حملے ہونگے ۔ قلعہ سیف اللہ ، ژوب ان علاقوں میں اور یہاں پر سوات ، مالاکنڈ اور بنوں میں اور یہ جو آج ہنگو میں واقعہ ہوا ، ہمارے ضلعی امیر کے گھر پر حملہ کیا گیا ، وہاں پر سات لوگوں کو شہید کیا گیا۔ یہ ملک خطرناک حالت میں ہے اور اس وقت ہمیں چاہیے کہ ہم بیٹھ کر اپنی خارجہ پالیسی پر نظرثانی کریں ہم امریکہ سے جو اجرت کے طور پر ڈالر لیتے ہیں اور جنگ لڑ رہے ہیں ان کو ہم کہہ دیں کے آپ directly یہ مداخلت نہ کریں ۔ اگر آپ کے کوئی تحفظات ہیں ، آپ کے جو مسائل ہیں ان کے حل کے لیے آپ ہمارے اداروں سے رابطہ کرکے طریقہ کار وضع کریں لیکن ہمارے وزیر داخلہ رحمٰن ملک صاحب کو پتا نہیں ہے اور آپریشن کے دو گھنٹے کے بعد ان کو فون آتا ہے کہ ہم نے فلاں جگہ اپنی کارروائی کرلی۔عجیب ملک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان امریکہ کی کالونی بنا ہوا ہے تو پھر ہم اس امریکہ کی پتا نہیں چھپن ریاستیں ہیں، ان میں ایک کا اضافہ کیوں نہ کریں۔ امریکہ ہر چیز میں مداخلت کرتا ہے۔ ہمارے الیکشن کے لیے بھی اس کے بندے، وہ جو باؤچر ہے، میں اس کو ووچر کہتا ہوں آجاتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس کو ویزہ بھی نہ دیں اور اس پر پابندی لگانی چاہیے یہ کیوں آکر ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتا ہے۔ یہاں چیف الیکشن کمشنر سے بھی ملتا ہے اور بلوچستان کے صوبائی الیکشن کمشنر سے بھی ملتا ہے، دوسرے صوبوں کے الیکشن کمشنروں سے بھی ملتا ہےتو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اگر آزاد ہیں تو ہماری پالیسی بھی آزاد ہونی چاہیےیہ جو موجودہ حکومت نے شروع

کیا ہے اچھی بات ہے۔ اس کو آگے بڑھانا چاہیے اور موجودہ حکومت اس کو اچھے انداز میں deal کر رہی ہے لیکن اس سے زیادہ اچھا انداز ہونا چاہیے۔اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کرنے کے لیے ہم کوشش کریں ورنہ جو ہمارے ملک کے حالات ہیں، یہاں پر کسی کو تحفظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، یہ جو پارلیمنٹ لاجز یا ہمارے پارلیمنٹ ہاؤس یا ایوان صدر یا وزیراعظم ہاؤس کا جو ایریا ہے اس کے لیے کہتے ہیں کہ اس کا بھی کوئی تحفظ نہیں ہے۔اس کے معنی ہیں کہ ہم جو پارلیمنٹ لاجز میں رہتے ہیں تو پنڈی میں جا کر کوئی کمرہ کرائے پر لے لیں اور وہاں رہیں۔ یہ جو سوات کا معاملہ ہے یہ مجھے جلدی ختم ہوتا نظر نہیں آتا اور ہم امریکہ کے کہنے پر ایک مشکل راستے پر چل نکلے ہیں۔ ہم خود بیٹھ کر اس پر بات کریں اوراس کو ختم کرنے کی کوشش کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو معاہدہ ہوا ہے صوفی محمد سے اگر اس سے ہم مذاکرات کرتے کہ بھائی آپ معاہدے کی کیوں خلاف ورزی کرتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور یہاں پر وزیر داخلہ بھی موجود نہیں ہیں مجھے افسوس ہے کہ یہ اہم مسئلہ ہے اور وہ یہاں موجود نہیں ہیں کون ہمارے point note کر رہا ہے۔wind up کون کرے گا۔ ہمارے رحمت اللہ کاکڑ صاحب کا تو یہ کام نہیں ہے وہ تو وزیر تعمیرات ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں کائرہ صاحب کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب wind up کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ اس میں وزیر داخلہ کو ہونا چاہیے تھا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اس کے لیے آل پارٹی کانفرنس بلائی جائے ، ہمارے جو تمام سربراہ ہیں ان کو مل بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہیے اور اس ملک کو اس مشکل سے نکالنے کے لیے اپنی تمام جو تجاویز ہیں ان پر غور کرنا چاہیے۔ مذاکرات کے عمل کو بھی آپ سامنے رکھیں۔ ہر چیز بندوق کی نوک سے نہیں ہوتی ہے ۔ اگر مذاکرات کو بھی آگے بڑھایا جائے ، ان سے مذاکرات کیے جائیں تاکہ اس جنگ کو فوری طور پرختم کیا جائے۔ وہ جو نقل مکانی کرکے آئے ہیں ان کے لیے کوئی سہولت نہیں ہے، پانی نہیں ہے ، تعلیم کا مسئلہ ہے، صفائی کامسئلہ ہے ، میڈیکل کا مسئلہ ہے تو ان سب کو دیکھنا چاہیے اور جو بھی امداد ملی ہے اس کو monitor کرنا چاہیے تاکہ وہ امداد فوری طور پر جو مستحقین ہیں ان کو ملنی چاہیے شکریہ۔

جناب چیئرمین: ثریا صاحبہ آپ کو اور شیرالہ ملک کو سننے کے بعد پھر زاہد صاحب کا point of order میں لیتا ہوں۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ میں نے تین دن پہلے اپنا نام دیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں شروع ہی سے ہماری نظر آپ کے اوپر پڑ رہی ہے۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: شکریہ۔ میں سب سے پہلے میر خلیل الرحمن گروپ اور مولانا عبدالستار ایدھی کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ مصیبت کی گھڑی میں سب سے پہلے پیش پیش ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے مولانا عبدالستار ایدھی کی ایمبولینس گاڑیاں جاتی ہیں اور مریضوں کو اٹھا کر ہسپتال پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا اقبال بلند کرے۔ میں پاک افواج کے شہیدوں کی ماؤں کو سلام پیش کرتی ہوں جن

کے نوجوان بیٹے وطن کی راہ میں شہید ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کی شہادت پر فخر محسوس کیا۔ میں سینیٹ میں بیٹھے ہوئے تمام سینیٹروں کو سلام پیش کرتی ہوں جن کے دلوں میں سوات، بونیر اور پشاور کے عوام کا درد ہے، جنہوں نے بہت جذباتی انداز میں ان کی تکالیف کا ذکر کیا اور ان کو جلد سے جلد حل کرنے کی تجاویز پیش کیں۔

میں پرسوں پشاور کے P.C ہوٹل پر حملے کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ آئے دن بڑے بڑے ہوٹلوں پر دہشت گرد حملے کر رہے ہیں جن کا جلد تدارک ہونا چاہیے۔ اپنی بات شروع کرنے سے پہلے، آپ کو ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

وادی سوات جسے کسی زمانے میں امن کی وادی کہا جاتا تھا۔ جہاں کے باشندے مذہبی، سماجی، ثقافتی رواداری کے لئے مشہور تھے۔ وادی کے ہرے بھرے درخت، دریاؤں کا بہتا ہوا پانی، ندی نالے، خوبصورت مناظر پیش کرتے تھے، جہاں بیرونی دنیا کے سیاح تفریح کرنے، چھٹیاں گزارنے آتے تھے، جہاں پاکستان کے امراء کے بچے تعلیم حاصل کرنے جاتے تھے، جہاں کے غیور لوگ اپنی روزی خود کماتے تھے، جہاں کی زمرد کی کانیں اور ماربل کی دکانیں بہت مشہور تھیں، جہاں کے درختوں کی لکڑی بہت مہنگی اور نایاب تھی، جہاں معصوم اور بھولی بھالی لڑکیاں کھیتوں میں اور پہاڑوں پر اپنی بھیڑ بکریاں چرایا کرتی تھیں۔ وادی سوات امن کا گہوارہ تھی۔ ہر طرف سکون اور اطمینان تھا۔ بھائی چارہ اور محبت تھی۔

محترمہ نیلوفر نے اپنے tenure میں کہا تھا کہ میں سوات کی وادی کو جنت نظیر بنا دوں گی تاکہ زیادہ سے زیادہ سیاح آئیں اور tourism کو فائدہ پہنچے۔ گزشتہ دو تین سالوں سے کئی عسکریت پسند گروہ اس علاقے پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بےگناہوں کی ہلاکتیں بڑی تعداد میں ہو رہی ہیں۔ ان واقعات کی خبریں لوگوں کو میڈیا کے ذریعے ملتی رہتی ہیں۔ مدین کے مقام پر اے این پی کے بانی باچا خان اور اسفند یار ولی کے بنگلے اور حجرے پر موجود ملازمین کو باہر نکال کر دہشت گردوں نے ان کے بنگلے اور حجرے کو تباہ کر دیا۔ فروری میں مینگورہ پولیس اسٹیشن پر خودکش حملے کے نتیجے میں درجن بھر اہل کار زخمی ہوئے اور خودکش حملہ آور بھی مارا گیا۔ فروری ہی میں دہشت گردوں نے نیشنل بنک، کوٹ بہرام کے برانچ کیشیئر یوسف کو مینگورہ سے اغواء کیا۔ فروری میں DCO سوات کو پانچ اہل کاروں سمیت اغواء کر لیا گیا اور مینگورہ میں دہشت گردوں نے دو افراد کو قتل کر دیا۔

مولوی فضل اللہ نے ایف ایم ریڈیو کے ذریعے تمام غیر سرکاری تنظیموں کو سوات سے نکل جانے کا حکم دیا۔ فروری میں صوفی محمد نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی نظام عدل کے نفاذ کا اعلان کیا اور کہا کہ غیرشرعی قوانین کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں۔ مارچ میں دہشت گردوں نے پیپلز پارٹی کے رہنما اختر علی کواغواء کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ ۲۳ مارچ کو ان کے ترجمان مسلم خان نے کہا کہ تمام NGOs سوات چھوڑ کر چلی جائیں اور یہ بھی کہا کہ کسی کو بھی پولیو کے ڈراپس پلانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ اپریل میں صوفی محمد نے ٹی وی انٹرویو میں کہا کہ خواتین کو جج بنانا حرام ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے اب آپ conclude کر لیجیے۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ان سب کے بعد جو سوات کی حالت ہوئی ہے لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ سوات کے لوگ آج میدانوں میں پڑے ہیں جہاں نہ بجلی ہے نہ پانی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں ہر چیز فراہم کی ہے۔ بہت ساری NGOs بہت سارے سیاسی لیڈر، ہمارے ملک کے بڑے بڑے لوگ ان کی مدد کرنے گئے ہیں لیکن آج بھی وہاں پر ایسی لڑکیاں ہیں جو delivery case میں مر رہی ہیں۔ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئی بھی سہولت ان کو میسر نہیں ہے۔ وہ بہت مجبور اور بےبس ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ان کی مدد کریں اور ان کے حال کو بہتر بنائیں۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ شیرالہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: جناب! آپ نے مجھے پانچ منٹ دیے ہیں دوسروں کو آپ بیس منٹ دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جو آپ نے پانچ منٹ میں کہا وہ گویا آپ نے کوزے میں دریا بند کر دیا۔

سینیٹر شیرالہ ملک: جناب چیئرمین صاحب! مجھے آپ نے سوات کے موضوع پر بولنے کا موقع دیا اس کے لئے میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔ میں تین دن سے انتظار کر رہی تھی آخر کار میری باری آ ہی گئی۔ سوات میں جو کچھ ہو رہا تھا اس سے سب لوگ بخوبی واقف ہیں لیکن پھر بھی یاددہانی کے لئے ہمیں تھوڑا سا ماضی میں جانا پڑے گا۔ میں بہت زیادہ وقت نہیں لوں گی اپنے معزز ایوان کا کیونکہ بہت سے لوگوں نے ابھی بولنا بھی ہے۔ Briefly میں تھوڑا سا بیان کرنا چاہوں گی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دنوں مردوں کو قبروں سے نکال کر لٹکایا گیا، لڑکیوں کے سکول جلائے گئے اور سرعام کوڑے برسائے گئے۔ مزارات کو بموں سے اڑایا گیا۔ اس قدر ظلم اور زیادتی بڑھ گئی تھی کہ اس عدلیہ کو اور جمہوریت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد امن معاہدہ بھی کیا گیا لیکن وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہوا۔ الطاف بھائی شروع ہی سے قوم کو warn کر رہے تھے کہ یہ لوگ پاکستان کے خلاف ہیں اور شریعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد لوگوں کو بھی آہستہ آہستہ اندازہ ہوتا گیا اور پھر ان لوگوں نے بھی اس کی تائید کرنی شروع کر دی۔

ان حالات میں سوائے فوجی آپریشن کے اور کوئی چارہ نہ تھا اورآخرکار فوجی آپریشن کرنا پڑا جس کی ہم حمایت کرتے ہیں اور میں ان فوجی جوانوں کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں ان کے گھر والوں کے لئے بھی صبر جمیل کی دعا کرتی ہوں کہ ا للہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے جو اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد لاکھوں کی تعداد میں متاثرین کو وہاں سے نقل مکانی کرنی پڑی۔ وہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اپنے مویشی، اپنی تیار فصلیں یہاں تک کہ اپنے عزیز و اقارب کو بھی چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ان متاثرین کے لئے حکومت بہت کچھ کر رہی ہے لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم بھی ان کا پورا پورا ساتھ دیں کیونکہ جب تک پوری قوم مل کر ان کا ساتھ نہیں دے گی یہ مرحلہ اکیلے کوئی بھی طے نہیں کر سکتا۔

یہ متاثرین ہمارے اپنے بہن بھائی ہیں۔ ان کے بچے ہمارے اپنے بچے ہیں۔ ان کا دکھ ہمارا اپنا دکھ ہے۔ انہوں نے ہمارے کل کے لئے اپنا آج قربان کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی عزت کریں۔ ان کی دلجوئی کریں اور ان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ کل یہ ہمارے میزبان تھے اور آج یہ ہمارے مہمان ہیں۔ مہمان نوازی تو اسلام میں عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ ہمارےنبی نے ہمیں اس کا درس دیا ہے۔ ہم ان پر کوئی احسان نہیں کر رہے اور ہمیں یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ ہم ان کی مدد کر رہے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ اس سے ان کی دل شکنی ہو گی۔ جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو الطاف بھائی نے ہمیں ہدایت کی اور مخیر حضرات سے اپیل کی کہ اس کے لئے فنڈز جمع کریں۔ کراچی کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دل کھول کر عطیات جمع کرائے۔ اس کے علاوہ ہم نے الطاف بھائی کی ہدایت پر تمام ladies Senators, MNAs, MPAs نے تمام shopping centres میں جا کر لوگوں سے request کی کہ اپنے متاثرہ بھائیوں کے لئے کچھ مدد کریں۔

جناب چیئرمین: چلیں ختم کریں۔

سینیٹر شیرالہ ملک: ان لوگوں نے بہت اچھا response دیا اورwelcome کیاکیونکہ یہ تمام لوگ ہمیں پہلے بھی آزما چکے ہیں۔ جب northern areas میں زلزلہ آیا تھا تو ہماری پارٹی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور ہماری پارٹی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، بھر پور طریقے سے حصہ لیا تھا جس کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں اور مثال دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو یقین تھا کہ جو کچھ وہ دے رہے ہیں وہ صحیح ہاتھوں میں جا رہا ہے اور متاثرین تک پہنچ جائے گا۔ میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ ہماری متحدہ قومی موومنٹ کا ایک فلاحی ادارہ ہے جو کہ خدمت خلق Foundation کے نام سے مشہور ہے۔ ہم نے اس کے ذریعے 6 کروڑ کا سامان بھیجا اور ایک کروڑ cash بھیجا لیکن یہ بھی کافی نہیں ہے، ہمیں ابھی اپنے متاثرین کے لیے بہت کچھ کرنا ہے جیسے کہ وہاں پر doctors کی کمی ہے ، منتظمین کی کمی ہے ، وہاں پر ladies نومولود بچوں کے ساتھ بہت تکلیف میں ہیں اور ان کے لیے ابھی تک کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا۔ ہم سب کو چاہیے کہ وہاں کا دورہ کریں اور جو وہاں پر کمیٹیاں ہیں ان کے لیے ہم اپنے مشورے بھی دیں اور پوری مدد دینے کی کوشش بھی کریں۔ ہم سب اس علاقے کے رہنے والے ہیں اور یہاں اس گرمی کے عالم میں tent میں رہنا آسان کام نہیں۔ ہمارے علاقے میں اگر ایک دو گھنٹے کی load shedding ہو جاتی ہے تو ہم بلبلا جاتے ہیں ۔ یہ بات تو محسوس کرنے کی ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو اس جگہ پر رکھ کر سوچیں تو پھر ہمیں صحیح احساس ہو گا کہ وہ لوگ کس تکلیف اور کرب سے گزر رہے ہیں ، انہیں ہماری financial, physical and moral support کی ضرورت ہے ۔ یہ وقت یکجہتی کا ہے ۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب مل کر اس وقت خوش اسلوبی کے ساتھ ذمہ داری کو نبھائیں تاکہ ہم اپنے ان بہن بھائیوں ، ماؤں اور بچوں کے چہروں پر دوبارہ سے مسکراہٹ لا سکیں اور ان کا پورا پورا ساتھ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے۔ آمین۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی محترمہ فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل : شکریہ جناب چیئرمین۔ آج تقریباً چوتھا دن ہے اور IDPs پر بات ہو رہی ہے اور اس پر بہت زیادہ discussion ہو چکی ہے ۔ میں کوشش

کروں گی کہ میں to the point رہوں اور وہ بات کروں جو پہلے نہیں کی گئی تاکہ repetition نہ ہو کیونکہ لوگ کافی تھک چکے ہیں اور آدھے سے زیادہ لوگ چلے بھی گئے ہیں۔ یہاں پر بات ہو رہی ہے کہ آپریشن کیوں ہو رہا ہے ؟ مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آپریشن کی نوبت کیوں آئی۔ ظاہر ہے ایسی situation پیدا ہو گئی تھی کہ مذاکرات ناکام ہو گئے تھے اور اس کے بعد حکومت کے پاس صرف ایک ہی option رہ گیا تھا کہ وہ آپریشن کرے۔ اب وقت یہ ہے کہ ہم اس آپریشن کو support کریں ۔ ہمارے فوجی بھائی وہاں front پر لڑ رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ روزانہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم یہاں پر یہ بات کریں کہ ہونا چاہیے تھا، نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ اب تو do and die والی situation ہے ۔ اب تو ہم نے decision لے لیا ہے اور ہم اس کے end تک پہنچنا چاہتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کا کیا result نکلتا ہے۔ یہاں پر میرے کچھ colleagues نے ایسی بھی باتیں کیں جو مایوس کن تھیں ۔ مجھے پتا ہے کہ یہ بہت gigantic سا کام ہے ۔ IDPs کی relief کا کام کوئی آسان بات نہیں ہے ۔ باتیں کرنا اور اعتراض کرنابہت آسان ہوتا ہے مگر وہاں جا کر آپ realities کو دیکھیں تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔ میں تو وہاں رہتی ہوں ، خود وہاں گئی ہوں اور کیمپ میں بھی جاتی رہتی ہوں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ جتنی حکومت کی استطاعت ہے اور جتنا وہ کر سکتی ہے ، اس سے بڑھ چڑھ کر وہ کر رہی ہے ، کوشش کر رہی ہے کہ ان کو ہر طرح کی relief provideکی جائے ۔ یہاں پر ہمارے ایک colleagueنے مذاق بھی اڑایا کہ وہاں پر فریج provide کیے جائیں۔ ہمیں پتا ہے کہ فریج وہاں پر نہیں ہو سکتے کیونکہ مشکل سے ان کو وہاں پر بجلی provide کی گئی ہے تو پھر فریج وہاں پر کیسے چل سکتا ہے۔ اس قسم کی فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ اچھی باتیں سوچیں اور اقدام کریں تاکہ وہاں کے لوگوں کو facilitate کیا جا سکے، بجائے مذاق اڑانے کے اور اس طرح کی غلط چیزیں point out کرنے کے ، ہم سب کو چاہیے کہ مل جل کر ایسے کام کریں جس سے ہم ان کو help out کر سکیں۔

میں یہاں پر تھوڑا سا ذکر میڈیا کا بھی کرنا چاہوں گی کہ میڈیا بہت اچھا کردار ادا کر رہا ہے مگر وہ negative باتوں کو بہت زیادہ ابھار کر بتاتا ہے، مثال کے طور اگر کہیں پر کوئی چیز کم ہوئی ہے تو وہ بہت زیادہ اس کو بڑھا چڑھا کر بتائے گااور جہاں پر جو چیز provide کی جا رہی ہے ، جو اچھائیاں ہو رہی ہیں ، جو کام ہو رہا ہے اس کو یہ لوگ blackout کر دیتے ہیں، یہ چیز غلط ہے ۔ اس وقت وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ جتنے ہمارے بہن بھائی سرد علاقے سے آئے ہوئے ہیں ان کے لیے گرمی میں رہنا بہت مشکل ہے ، ان کا morale high کرنے کی ضرورت ہے، بجائے اس کے کہ ان کو یہ کہا جائے کہ ہائے آپ تو بہت گرمی میں رہ رہے ہیں، ہائے آپ کا تو بہت برا حال ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ برا حال ہے مگر ان کا morale high کرنے کی ضرورت ہے ۔ ان کو بتایا جائے کہ بھئی یہ وقتی چیز ہے ، یہ تکلیف دہ چیز ہے ، یہ کوئی ideal situation نہیں ہے ۔ ظاہر ہے ایک مشکل وقت آیا ہے ۔ جب war situation ہوتی ہے تو اس میں اس طرح کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ میں آخر میں ایک بار پھر کہوں گی کہ ہم سب کو چاہیے ، ساری parties کو چاہیے کہ ہم سب مل جل کر اس کٹھن وقت کا مقابلہ کریں۔ یہ صرف حکومت کے بس کا کام بھی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے ، یہ بہت بڑا المیہ ہے جس کو صرف حکومت اکیلے نہیں کر سکتی بلکہ ہم

سب کو چاہیے کہ ان کی مدد کریں اور ان کو یہ بھی احساس نہ ہو کہ وہ بوجھ بن گئے ہیں ۔ اللہ ہماری اس میں مدد کرے گا ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر انجنیئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: شکریہ جناب۔ در اصل سوات کا جو معاملہ ہے یہ Afghan invasion کا follow up ہے اور fall out ہے ۔ اس خطے میں ہمیشہ foreign invaders نے invade کیا ہے ۔ اس میں برطانیہ Alexander, Chengaze Khan, Persian, Mughal, Sikh ہر ایک نے یہاں طالع آزمائی کی ۔ پچتونوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان کے ساتھ ایسا کیا جاتا رہا ہے ۔ ان کا قصور یہ رہا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے اوپر کسی کو حکومت نہیں کرنے دی۔ ان پر آخری invasion USSR کی تھی جو افغانستان میں تھی ۔ امریکہ نے Russia کو شکست دینے کے لیے افغان مجاہدین پیدا کیے، ان کے لیے پینٹاگان سے ٹیپ تک آتی تھی اور وہ مجاہدین میں تقسیم ہوتی تھی۔ روس کو تو انہوں نے شکست دے دی لیکن اس کے بعد افغانستان کو جوں کا توں چھوڑ دیا اور وہ اسلحہ وغیرہ collect نہیں کیا، وہ stinger missiles اور جو دوسرا جدید اسلحہ تھا ، وہ ان groups کے ہاتھ میں چلا گیا ۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے وہاں پر law and order کا مسئلہ پیدا ہو گیا ۔ ہر ایک نے اپنے chains لگائے اور وہ لوگوں کو تنگ کرتے تھے اور لوٹتے بھی تھے ۔ اس کے نتیجے میں یہ ہوا کہ rise of Talban قندھار میں ہوا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ پورے افعانستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیاجب تک وہ وہاں رہے انہوں نے امن تو قائم کیا لیکن دوسرے قسم کے مسئلے بہت پیدا ہو گئے اور یہ' القاعدہ' وغیرہ کا بھی breeding ground بن گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایک امریکن Jew اور Indian conspiracy کے تحت نیویارک میں جو بلڈنگ گرائی گئی اس کے بعد انہوں نے یہاں پر invade کیا اور طالبان کو نکال باہر کیا۔ طالبان تو ایک بہانہ تھے ، دراصل ان کو یہاں کے جو قدرتی وسائل یعنی تیل و گیس کے ذخائر تھے ان پر control حاصل کرنا تھا اور ایران ، روس، چائنا، پاکستان اور Central Asian countries پر control کرنا بھی ان کا مقصد تھا ۔ پختونوں کی بدقسمتی یہ بھی تھی کہ وہ اس ایریا میں رہتے تھے جس کے آس پاس تیل و گیس کے ذخائر تھے اور انہوں نے وہاں پر جو action کیا اس کے نتیجے میں یہ جو دہشت گرد تھے یا طالبان تھے یہ سارے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں آ گئے ۔ اب ایک جنگ جو ہماری نہیں تھی اس کو ہماری جنگ بنا دیا گیا۔ آج ہم ان کی غلطی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور اس کو اپنے خون سے دھو رہے ہیں ۔ پچھلی حکومت کی negligence یا جسے criminal negligence کہیں اس کی وجہ سے یہ دہشت گردی پورے فاٹا میں پھیل گئی ۔ اب سوات میں جو کچھ ہو رہا ہے میں کہوں گا کہ اس میں اس حکومت کی negligence بھی شامل ہے۔ اب یہ action صحیح ہے یا غلط اس کے بارے میں پختونخواہ کی صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت بہتر بتا سکتی ہے ۔ اب چونکہ اس کو شروع کر دیا گیا ہے اس کو منطقی انجام تک ضرور پہنچایا جائے کیونکہ اگر اس کو منطقی انجام تک نہ پہنچایا گیا تو اس کے نتائج بہت ہی بھیانک ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جی آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے لیکن ساتھ میں IDPs کے مسائل کی طرف بھی پوری پوری توجہ دی جائے۔ ان کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ جہاں جانا چاہیں، وہاں جائیں۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا، کسی پارٹی کو، کسی

شخص کو یا کسی بھی ادارے کو کہ وہ ان کے اوپر پابندی لگائیں۔ وہ ہوتے کون ہیں ان کے اوپر پابندی لگانے والے یا اجازت دینے والے۔ اگر وہ پاکستان کے شہری ہیں تو قانون اور آئین کے تحت ان کو اجازت ہے کہ وہ کہیں بھی جا ئیں۔ جن لوگوں نے ان کے اوپر پابندی لگانے یا سندھ میں آنے سے روکنے کے لیے کہا ہے، ماضی میں ان کو ہم نے پناہ دی ہے جب ان کے اوپر سخت وقت آیا تھا۔ آج وہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کے بھائی آج مصیبت میں ہیں اور ان کے اوپر زمین تنگ کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں conclude کر لیجیے۔ ابھی زاہد صاحب نے بھی ہمیں کچھ بتانا ہے۔ ٹائم کم ہے۔

سینیٹر انجینیئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جی میں conclude کرتا ہوں۔ دو چار منٹ اور لگیں گے۔

جناب چیئرمین: دو منٹ اور لے لیں، not more than two minutes.

سینیٹر انجینیئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: اس میں اب یہ ہے کہ ان کے کیمپوں میں facilities اتنی اچھی نہیں ہیں، پینے کا پانی بھی human consumption کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور جو quality of food ہے اس پر کل ایک ٹی وی چینل پر بھی ہم نے دیکھا، اس کے خلاف لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ اس کے علاوہ registration کا process بڑا slow ہے اور اس میں چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر اس کو reject کر دیتے ہیں۔ ان کی تکالیف کو اگر ہم کم کر سکتے ہیں تو اچھی بات ہے، بڑھانی نہیں چاہییں۔ یہ لوگ کافی تکلیف میں ہیں، یہ ٹھنڈے علاقے کے لوگ ہیں اور ان کو شدید گرمی میں رہنا پڑ رہا ہے، تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ ان کی خوراک اور کھانے پینے کے علاوہ، ان کی معاشی مدد بھی کرنی چاہیے تاکہ ان کی دوسری چھوٹی چھوٹی ضرورتیں بھی پوری ہو سکیں۔ اس کے علاوہ آپریشن کے بعد جن لوگوں کے businesses خراب اور تباہ ہو گئے ہیں، ان کو interest free loans دیے جائیں تاکہ وہ اپنے businesses دوبارہ build up کریں۔ Employment کی create opportunities کی جائیں اور اس کے علاوہ ان کے جو گھر مسمار ہو گئے ہیں، damage ہو گئے ہیں، ان کو حکومت کے خرچے پر دوبارہ بنایا جائے۔ آپریشن کے بعد ان کی safety اور security کا خیال رکھاجائے تاکہ اس چیز کو خارج از امکان کر دیا جائے کہ یہ جو militants یا طالبان یا جو کوئی بھی ہیں، دوبارہ آ کر ان کے اندر نہ گھس جائیں اور پھر خرابی پیدا نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ حکومت کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا یا strategy بنانی ہو گی کہ سوات کے بعد دوسرے areas میں جہاں پر militants کارفرما ہیں، ان کے خلاف ان کی کیا strategy ہے؟ کس طرح سے اس کو deal کریں گے۔ آخر میں، میں ایک بات اور کہوں گا کہ اس تمام معاملے میں انڈیا اور افغانستان بھی involved ہیں۔ ہماری حکومت کو formally انڈیا اور افغانستان کی حکومتوں سےیہاں پر insurgency کو support کرنے کے معاملے پرcomplaint lodge کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زاہد صاحب! آپ کچھ Chief Minister Sindh کے بارے میں بتانا چاہیں گے جو آپ کی میٹنگ ہوئی؟

سینیٹر محمد زاہد خان: جی۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ تین دن سے جامشورو یونیورسٹی سندھ کے طلباء کا معاملہ چل رہا تھا۔ اس معاملے پر سارا House disturb تھا بلکہ press والے ہمارے دوست۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ خاص طور پر disturb تھے، House تو سارا disturb تھا ہی مجھے علم ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: پریس والے بھی کہہ رہے تھے کہ جی تین دن سے رولا ہو رہا ہے تو اس کا کیا حل نکلا، اس لیے ان کو بھی پتا چلے گا۔ میں پہلے سارے House کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کیونکہ ہاؤس میں ہر فرد اور ہمارے ہر رکن نے اس معاملے میں participate کیا۔ کل آپ نے مہربانی کی، ہم آپ کے بہت مشکور ہیں، آپ نے کمیٹی بنائی جس میں ہمارے Leader of House شامل تھے، ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔ میاں رضا ربانی صاحب جس نے initiate کیا، ہم ان کے بھی بہت مشکور ہیں۔ کمیٹی آج گئی جس میں Leader of the House تھے، میاں رضا ربانی صاحب تھے، مندوخیل صاحب تھے، پروفیسر خورشید صاحب تھے، حاجی عدیل صاحب تھے۔ ہماری چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے اور کافی تسلی سے ہوئی ہے۔ ایک تو انہوں نے ہمیں کہا کہ ان لڑکوں کے لیے ہاسٹل بھی الگ کر دیا گیا ہے اور ان کو protection بھی ملے گی، security بھی provide کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ وہ جب کل یا پرسوں کراچی جائیں گے تو وہاں پر ہمارے president کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کریں گے اور ان کے جو papers ضائع ہوئے ہیں، اس کے لیے date announce کریں گے۔ پھر ہمارے صدر ان لڑکوں کو بلائیں گے اور اس date پر ان کا exam بھی ہو جائے گا۔

میں چیف منسٹر صاحب کا، آپ کا، قائدِ ایوان کا اور میاں رضا ربانی صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ ان لڑکوں کا سال ضائع ہونے سے بچا لیا، ان کو تعلیم کے لیے موقع ملا۔ وہ انشاء اللہ آپ کے لیے بھی دعا کریں گے، تمام House کے لیے دعا کریں گے کیونکہ House کے ہر member نے اس میں participate کیا۔ بہت بہت شکریہ آپ لوگوں کا اور پریس کا بھی کہ انہوں نے اس کو ہر جگہ coverage دی ہے۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا تا کہ House کو بھی اور پریس کو بھی پتا چلے کہ آج بہت اچھے طریقے سے یہ مسئلہ حل ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you Zahid sahib. All is well that ends well.

منسٹر صاحب! آپ debate wind up کریں گے؟ ابھی کریں گے، آج کریں گے یا کل صبح؟ مغرب کی نماز کے بعد پھر ہم آئیں گے۔ اگر آپ آج ہی کرنا چاہ رہے ہیں تو we will meet again after Maghrib prayers میرا خیال ہے دو منٹ کے بعد اذان ہو جائے گی۔ کل خالی آپ کی speech ہو گی، wind up کر دیجیے گا question hour کے بعد کیونکہ پھر after Magrib prayers ہم کو آنا پڑے گا۔

جناب قمرالزمان کائرہ (وفاقی وزیر برائے اطلاعات): جناب! میں صرف اتنی request کروں گا کہ کل پھر afternoon کا session اگر ہو جائے۔

جناب چیئرمین: کل afternoon میں، نہیں کل جمعہ ہے۔

جناب قمرالزمان کائرہ: جناب! کل morning میں ہمارا National Assembly کا اجلاس بھی شروع ہو رہا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں----

جناب چیئرمین: درمیان میں آپ کو بلا لیں گے۔ جیسے ہی question hour ختم ہوگا کیونکہ آپ نے خالی wind up کرنا ہے، کسی اور کی speech تو ہے نہیں۔

جیسے ہی question hour ختم ہونے لگے گا، ہم آپ کو اطلاع کریں گے، آپ آ جائیے گا۔ آپ کو کسی کی speech سننے کی اب ضرورت نہیں ہے۔

جناب قمرالزمان کائرہ: جی ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: شیرانی صاحب! جلدی سے بتائیے کیونکہ اذان ہونے والی ہے۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: محترم! ہم نے جو مسئلہ پیش کیا ہوا تھا اس کے بارے میں کوئی خاص جواب نہیں ملا کہ وہ تفصیل آج ہمیں بتائی جائے گی یا کل؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں، اس کے بارے میں آپ بخاری صاحب سے بات کر لیجیے گا۔ Leader of the House ہیں بخاری صاحب، آپ ان سے بات کر لیجیے گا۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the 12th June, 2009 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet on Friday, the 12th June, 2009 at 10:30 a.m]